ماہنامہ

نوائے صوفیہ

انٹرنیشنل
اسلام آباد

شمارہ قیمت بارہ روپے 46 مارچ ۱۹۹۹ء



جامع مسجد شاہ ہمدان منگھوپیر کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احیائے تصوف کا علمبردار اور اتحاد بین المسلمین کا نقیب

ماہنامہ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل

شمارہ نمبر ۳[illegible] قیمت بارہ روپے مارچ ۱۹۹۹ء

بانی: ڈاکٹر غازی محمد نعیم

مدیر: علامہ محمد بشیر

آرٹ ڈیزائننگ: جی۔ ایچ۔ معروفی

فہرست مضامین

منی آرڈر فلیٹ نمبر 7 بلاک نمبر 14 لینگری فور سیکٹر 1 / 8 - 1 اسلام آباد پاکستان

تلاش و تکمیل ذات

ڈاکٹر غازی محمد نعیم

قرآن مجید نے حقیقت زندگی کو مختصراً ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

كل نفس ذآئقة الموت ط و انما توفون اجوركم يوم القيامة ط فمن زحزح عن النار و ادخل الجنة فقد فاز ط و ما الحيوة الدنيا الا المتاع الغرور ٥

ہر جان موت چکھنے والی ہے۔ اور قیامت کے دن تمہیں پورے بدلے دیئے جائیں گے۔ پس جو آگ سے دور کیا گیا اور جنت میں داخل ہوا تحقیق وہ مراد کو پہنچا۔ اور دنیا کی زندگی فریب کا فائدہ اٹھانا ہے۔

اس مختصر سی آیت میں انسانی زندگی کی حقیقت اور مقصد حیات انسانی کے اسلامی تصور کا مکمل احاطہ کیا گیا ہے۔ اس بیان میں سے جو بنیادی نکات نکل کر سامنے آتے ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ دنیوی زندگی مختصر اور عارضی ہے۔

۲۔ دنیوی زندگی کا انجام موت ہے۔

۳۔ اصل اور ابد الآباد رہنے والی زندگی اخروی زندگی ہے۔

۴۔ دنیوی زندگی اخروی زندگی کی تیاری کے لئے ایک مہلت عمل ہے اور اخروی زندگی کی کامیابی کا انحصار اس دنیوی زندگی کے اعمال پر ہے۔

۵۔ اگر مندرجہ بالا عقیدے سے انکار کر کے محض دنیوی زندگی کے مفاد ہی کو مقصد حیات بنا لیا جائے تو یہ دھوکا ہے۔

۶۔ اگر مندرجہ بالا عقیدے پر پورا یقین کرتے ہوئے دنیوی زندگی کو آخرت کو سنوارنے کا ذریعہ اور مہلت عمل سمجھ کر اس سے بھرپور فائدہ اٹھایا جائے اور اس کو احکام و منشائے الٰہی کے مطابق زندگی گزاری جائے تو ایسی دنیوی زندگی مفید اور بامقصد ہے کیونکہ یہ دراصل اخروی نجات اور سرمدی کامیابی کا پیش خیمہ ثابت ہوگی۔

اگرچہ یہ مفید ترین اور اعلیٰ ترین تصور زندگی جو خالق حیات و کائنات کا عطا کردہ ہے اور جس کی سچائی محمدؐ و جبریل و قرآن کی شہادت سے محکم ہے، اہل ایمان کے نزدیک اعلیٰ ترین اور ارفع ترین ہے مگر انسانی معاشرہ سب کا سب اہل ایمان پر مشتمل نہیں بلکہ اس میں مندرجہ ذیل تین گروہ کے افراد نظر آتے ہیں۔

۱۔ اہل ایمان

۲۔ اہل گمان

۳۔ اہل تعقل

اہل ایمان سے مراد یہاں وہ لوگ ہیں جو ایمان بالغیب رکھتے ہیں اور اس ایمان کے لانے میں کسی قسم کی حیل و حجت سے کام نہیں لیتے۔ چنانچہ قرآن مجید نے اپنے آغاز ہی میں اعلان کیا ہے کہ یہ کتاب جس میں کچھ شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے، ان ڈرنے والوں کے لئے ہدایت فراہم کرتی ہے جو بن دیکھے ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور اللہ کے دیئے ہوئے رزق سے اسی کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

پس اسلام جس کے معنی تسلیم کرنے کے ہیں، دیکھے اور پرکھے بغیر اللہ تعالیٰ کی ان جملہ باتوں کو تسلیم کرنے کا نام ہے جس کو ایمان لانے والا حواس خمسہ کی مدد سے دیکھ پرکھ یا جانچ نہیں سکتا۔ یہ وہ بنیادی روح ہے جو فلسفہ اور سائنس کی روح سے متصادم ہے اور شعر و ادب کی روح یعنی روح گمان سے موافق بھی ہے اور متصادم بھی۔ پس جب بھی کوئی اہل تحقیق دین کو سائنس اور فلسفہ کی بنیاد پر پرکھنا چاہے یا دین کی روشنی میں فلسفہ و سائنس کے اصولوں کا اثبات کرنا چاہے یا ادب و شعر کے حوالے سے دین کا اثبات یا انکار ثابت کرنا چاہے تو اسے اس بنیادی حقیقت کا شعور ہونا لازم ہے کہ دین کی اصل روح روح ایمان ہے اور اس ایمان کی اپنی روح ایمان بالغیب ہے۔ شعر و ادب کی روح روح گمان ہے یہ ایسے وہم و گمان کا نام ہے جو شاعر

اور ادب اپنی جمالیاتی خواہش کی بنیاد پر استوار کرتا ہے اور یہ اصل حقیقت سے قریب بھی ہو سکتا ہے اور بعید بھی ۔ اسی طرح فلسفہ اور سائنس کی روح عاری از ایمان بالغیب تعقل ہے ۔ یعنی ان علوم کا دارومدار حواس انسانی سے حاصل شدہ معلومات پر ہے اہل سائنس ہر گز غیب پر ہر گز ایمان نہیں لاتے اور اہل فلسفہ اپنے ان نظریات کی حد تک غیب پر ایمان لاتے ہیں جو تعقل اور تفکر کے دائرہ کار کے اندر آتے ہیں ۔

اس بیان سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر کوئی شخص دین کو سائنس کی بنیاد پر ثابت کرنے کی کوشش میں لگ جائے یا سائنس کے قوانین اور کلیوں کا دینی تعلیمات کی بنیاد پر اثبات کرنے کی فکر میں غلطاں رہے تو یہ اس کا یہ کام قابل قدر ہونے کے باوجود کماحقہ نتیجہ خیز نہیں ہے کیونکہ دین اور سائنس کا طریقہ کار ہی مختلف ہے یعنی دین کی بات تو ان دیکھے پر ایمان لانے سے شروع ہوتی ہے جبکہ سائنس کی بات کا آغاز دیکھنے اور پرکھنے سے ہوتا ہے اس میں ان دیکھے کے امکان کا اثبات تو ممکن ہے لیکن ان دیکھے پر ایمان سے بات شروع نہیں ہو سکتی ۔

لیکن اس بات کا یہ مطلب ہرگز یہ کہنا نہیں ہے کہ اہل سائنس کو بے دین ہونا چاہیئے یا دین داروں کو سائنس کے مطالعہ سے گریز کرنا چاہیئے یا شعروادب کو حرام جاننا چاہیئے یا علیٰ ہذاالقیاس ۔

تمہید لمبی ہو گئی اور ہم اپنے اصل موضوع سے بھٹک گئے ۔ دراصل بات انسان کے تصور حیات اور تصور فلاح و نجات کی ہو رہی ہے اس ضمن میں تین مختلف طرزہائے فکر رکھنے والے انسانی گروہوں کا ذکر آ گیا ہے ۔ یہ تین انسانی گروہ زندگی کے جن تصورات کو طبعاً عزیز رکھتے ہیں وہ درج ذیل ہیں ۔

۱ ۔ اہل ایمان کا تصور زندگی اوپر واضح ہو چکا ہے ۔ ان کے نزدیک حیات ، کائنات کی طرح خداوند تعالیٰ کی تخلیق ہے ۔ اس تخلیق میں مرکزی اہمیت حیات انسانی کو حاصل ہے ۔ باقی تمام مخلوقات بشمول دیگر حیوانات کے انسان کے فائدے کے لئے خلق کئے گئے ہیں تاکہ انسان ان کو مسخر کرے ، ان سے متمتع ہو اور ان کے حوالے اور وسیلے سے اپنے خالق کو پہچانے ۔ اور یوں ایک طرح سے حیات انسانی تخلیق کائنات کا محور بن کر سامنے آتی ہے اور انسان کو کل نظام کائنات میں مرکزی اور کلیدی حیثیت حاصل ہو جاتی ہے ۔ رہا انسان کی اپنی تخلیق کا مقصد تو اس کی عموماً درج ذیل وجہیں بیان کی جاتی ہیں ۔

۱ ۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کے حسن اور قدرت کا اظہار ہو ۔

۲ ۔ تاکہ اللہ جانچے کہ انسانوں میں کون نیک عمل کرتا ہے ۔

۳ ۔ تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے ۔

۴ ۔ تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرے ۔

۵ ۔ اور یہ کہ یہ تخلیق منشائے الٰہی سے ہوئی اور اللہ تعالیٰ اپنے ارادے اور منشاء سے خود سب سے زیادہ واقف ہے ۔ اور تمام امور اسی کی طرف رجعت کرتے ہیں ۔

اہل ایمان دنیا کے کم و بیش تمام مذاہب اور ادیان میں حیات بعد الموت کے تصور پر یقین رکھتے ہیں ۔ وہ سمجھتے ہیں کہ حیات انسانی کا انجام موت نہیں ہو سکتا ۔ بلکہ

موت اک ماندگی کا وقفہ ہے ۔ یعنی آگے چلیں گے دم لے کر

کے مصداق موت ایک حیات نو کی نوید ہے ۔ یہ جو زندگی ہمیں دنیا میں عطا ہوئی ہے یہ دراصل ایک اعلیٰ تر زندگی کی تیاری کا وسیلہ ہے جو ہمیشہ رہے گی اور جس کا انجام موت نہیں ہو گا ۔ اس آنے والی زندگی کا عام آدمی آسانی سے تصور نہیں کر سکتا مگر ایک چھوٹی سی مثال کے ذریعے اس زندگی کا تصور پیش کیا جا سکتا ہے ۔ وہ مثال ایک جنین کی ہے جو رحم مادر میں ہوتا ہے ۔ جنین ایک زندہ اور متحرک چیز ہے ۔ حمل کے بعد تیسرے ہفتے میں ہی رحم مادر کے اندر قلب انسانی کی حرکت شروع ہو جاتی ہے اور اس کے بعد مسلسل ارتقاء کا عمل نو مہینے جاری رہتا ہے ۔ ان نو مہینوں کے دوران رحم مادر ہی اس جنین کی کل کائنات ہے اور وہ اگرچہ اس عالم رنگ و بو کے اندر نعمت وجود سے ہمکنار ہوتا ہے مگر جب تک پیدائش کے عمل کے نتیجے میں وہ اپنی محدود دنیا سے باہر نہیں آتا وہ اس عالم دنیا کا شعور حاصل کرنے سے قاصر ہوتا ہے تاآنکہ پیدائش کے عمل کے بعد جب اس کے حواس خمسہ رفتہ رفتہ کام کرنے لگتے ہیں تو وہ دنیا کی حقیقتوں کا شعور بھی حاصل کرتا جاتا ہے اور سن تمیز کو پہنچ کر اس شعور میں مزید نکھار آ جاتا ہے ۔ لیکن اس کے باوجود جب تک آدمی اس عالم آب و گل کی مادی حقیقتوں کا اسیر اور اپنے حواس کا غلام رہتا ہے تب تک وہ حقیقت کے کلی شعور سے قاصر ہوتا ہے دنیوی زندگی عالم آخرت کے مقابلے میں حیثیت ایسی ہے جیسے دنیوی زندگی کے مقابلے میں رحم مادر میں موجود جنین کی حیثیت اور جس طرح پیدائش کے عمل سے جنین ایک وسیع تر عالم یعنی

بقیہ صفحہ ۳۹ پر

فقہ (گزشتہ سے پیوستہ)

مجموعہ شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم

ابو العرفان علامہ محمد بشیر

و ینبغی ان تقول فی الحاضرۃ اداء و فی الفائتۃ قضاء و یصح بالعکس و فی غیر الفرائض ینبغی ان تنوی بھذہ الصورۃ اصلی سنۃ الظھر اربع رکعات او رکعتین او العصر او المغرب او العشاء او الصبح قربۃ الی اللہ و فی التھجد اصلی رکعتین تھجدا قربۃ الی اللہ .... لکن التعیین افضل

ترجمہ

موجودہ وقتی نماز کے لئے لفظ "اداء" اور فوت شدہ نماز کے لئے نیت میں لفظ "قضاء" کہنا چاہئے۔ اس کی الٹی صورت بھی درست ہے۔ فرض نمازوں کے سوا دیگر نمازوں کے لئے ان الفاظ میں نیت کرنا چاہئے۔ مثلاً ظہر کی چار رکعت سنت کے لئے یوں نیت باندھی جائے۔

اصلی سنۃ الظھر اربع رکعات قربۃ الی اللہ

میں قرب الٰہی کی خاطر ظہر کی چار رکعت سنت نماز پڑھتا\ پڑھتی ہوں۔ (یا دو رکعت سنت کے لئے)

اصلی سنۃ الظھر رکعتین قربۃ الی اللہ

اور (علیٰ ھذا القیاس) عصر، مغرب، عشاء یا صبح کی سنت نمازوں کی نیت باندھی جائے اور تہجد کی نیت یوں باندھی جائے۔

اصلی رکعتین تھجداً قربۃ الی اللہ

میں قرب الٰہی کی خاطر نماز تہجد کے طور پر دو رکعت پڑھتا\ پڑھتی ہوں۔

اور اسی طرح وتر، نوافل اور شفع کی نمازوں کی نیت بالترتیب یوں باندھی جائے۔

اصلی صلوٰۃ الوتر ثلاث رکعات قربۃ الی اللہ

اصلی رکعتین نافلۃ قربۃ الی اللہ

اصلی رکعتین شفعاً قربۃ الی اللہ

اگر نیت میں لفظ "سنۃ"۔ لفظ "تھجدا" لفظ "وترا" لفظ "نافلۃ" یا لفظ "شفعاً" نہ کہا جائے بلکہ یوں کہا جائے۔

اصلی رکعتین قربۃ الی اللہ

اصلی ثلاث رکعات قربۃ الی اللہ

اصلی اربع رکعات قربۃ الی اللہ

تو اس میں ہرج نہیں ہے۔ تاہم نماز کی نوعیت کو معین کرنا بہتر ہے۔

وضاحت

مذکورہ عبارتوں میں امور ذیل کی مختصراً توضیح کی گئی ہے

۱۔ بیان فرق

۲۔ لفظی تفاوت کا کرشمہ

۳۔ سنن راتبہ کا خصوصی امتیاز

۴۔ نوافل کا عمومی امتیاز

تفصیل وضاحت

۱۔ بیان فرق کا مطلب یہ ہے کہ نماز گزار حضرات کے ذمے فوت شدہ نمازوں کی بجاآوری کا کام بھی ہو تو وہ بھی نماز گزار پر شرعاً واجب ہے۔ ایسے نماز گزار حضرات کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی فوت شدہ نمازوں کی بجاآوری سے بھی سبک دوش ہونے کو اولیت دے۔ شریعت محمدیہ نے حاضر وقتی نماز اور فوت شدہ نماز کے درمیان ظاہر طور پر فرق پیدا کرنے کی غرض سے حاضر وقتی نماز کی بجاآوری کے وقت نماز کی نیت میں "اداء" کہنے کو بہتر قرار دیا ہے اور فوت شدہ نماز کی بجاآوری کے وقت نماز کی نیت میں لفظ "قضاء" کو بہتر قرار دیا ہے تاکہ دونوں نمازوں میں موجود

فرق کو نمایاں کیا جاسکے۔

۲۔ "لفظی تفاوت کا کرشمہ" کا مطلب یہ ہے کہ حاضر وقتی نماز اور فوت شدہ نماز کے مابین فرق پیدا کرنے کی غرض سے نیت میں لفظ "ادا" اور لفظ "قضاء" کا جو تذکرہ کیا گیا ہے وہ وجوب پر مبنی نہیں ہے بلکہ حاضر وقتی نماز کی بجاآوری کے وقت اگر نیت میں لفظ ادا کے بجائے قضا کہہ دیا جائے اور فوت شدہ نماز کی بجاآوری کے وقت لفظ قضا کی بجائے ادا کہہ دیا جائے تو ایسا کرنا بھی درست ہے کیونکہ عربی بولی میں دونوں الفاظ یعنی ادا اور قضا کافی حد تک ہم معنی ہیں اور ہنگام نیت میں، بجاآوری کے معنی میں مستعمل ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس مقام پر دونوں الفاظ مترادفہ قرار پاگئے اور ہر ایک کو دوسرے کی جگہ استعمال کرنا شرعاً صحیح ٹھہرا۔

۳۔ "سنن راتبہ کا خصوصی امتیاز" کا مطلب یہ ہے کہ

پانچوں وقت میں مذکور سنن راتبہ کی نیت میں نماز کو خوب معین کیا جائے۔ صبح کی سنت راتبہ دو رکعتوں پر مشتمل ہے صبح، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی سنتوں کی نیت ان الفاظ میں کی جائے۔

۱۔صبح
اصلی سنۃ الصبح رکعتین قربۃ الی اللہ
۲۔ظہر
اصلی سنۃ الظہر اربع رکعات قربۃ الی اللہ
(یا اگر چار رکعتوں کی بجاآوری دو رکعتوں پر ہو تو)
اصلی سنۃ الظہر رکعتین قربۃ الی اللہ
۳۔عصر
اصلی سنۃ العصر رکعتین قربۃ الی اللہ
۴۔مغرب
اصلی سنۃ المغرب رکعتین قربۃ الی اللہ
۵۔عشاء
اصلی سنۃ العشاء رکعتین قربۃ الی اللہ
۶۔وتر
اصلی صلوۃ الوتر ثلاث رکعات قربۃ الی اللہ

گویا یہ سنن راتبہ کی خاص امتیاز ہے جو تعیین کے ساتھ ساتھ ادا کی جاتی ہیں۔ اس خصوصی امتیاز کو چھوڑ کر صرف تعداد رکعت کے تذکرے کے ساتھ ادا کی جائیں تب بھی جائز ہے۔

۴۔ "نوافل کا عمومی امتیاز" کا مطلب یہ ہے کہ عام طور پر نوافل کی ادائیگی کے وقت نماز گزار حضرات نیت میں "نافلہ" یا "شفعا" وغیرہ کا تذکرہ کیا کرتے ہیں، گویا یہ نوافل کی عام امتیازی شان ہے جو تعیین کے ساتھ ساتھ بجالائی جاتی ہیں۔ اس عمومی امتیاز کے سوا صرف رکعتوں کی تعداد کے تذکرے پر اکتفا کرنا بھی شرعاً درست قرار پاتا ہے۔ مخصوص اوقات میں پڑھی جانے والی نفل نمازوں کے سوا عام نوافل کا دائرہ نہایت وسعت کا حامل ہے اور وہ کسی خاص تعداد پر منحصر نہیں ہیں۔

(جاری ہے)

قارئین کے خطوط

ماہ نومبر اور دسمبر کا شمارہ نہیں ملا البتہ دوسرے دوست سے لاکر پڑھا۔ مضامین دلچسپ تھے خاص کر مفتی عبداللہ صاحب کے کارنامے پڑھ کر ہمارا سر فخر سے بلند ہوا۔ کاش ایسے عالم دین ہمارے علاقے میں موجود ہوتے تو ہمیں آج مسائل کا سامنا نہ ہوتا۔ ہماری جانب سے مفتی صاحب کو لداخ کے دورے کی دعوت دی جاتی ہے۔ رسالے کی مالی مشکلات سے دل رنجیدہ ہو گیا۔ خدانخواستہ اگر نوائے صوفیہ بند ہو گیا تو ہمارا کیا بنے گا؟

دسمبر اور جنوری کے شمارے ملے مگر اس بار رسالہ ڈاکٹر غازی صاحب کے مضمون تفکر و تذکر سے محروم تھا جس سے تشنگی کا احساس ہوا۔ بلتستان اور دیگر علاقوں سے آنے والے جملہ مضامین کو جگہ دینے کی کوشش کریں تاکہ نئے لکھنے والوں کی حوصلہ افزائی ہو۔

محمد سلیم نمائندہ خپلو

نوائے صوفیہ کا جاری رہنا ضروری ہے۔ یہ ایک کھلی یونیورسٹی ہے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ کارکنوں کو ان کی خدمت کا کچھ نہ کچھ معاوضہ ملے یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ قارئین رسالے کا چندہ باقاعدگی سے ادا کریں۔ اختلافات اپنی جگہ لیکن نوائے صوفیہ تبلیغ دین کا واحد ذریعہ ہے اور خدانخواستہ اس کی بندش سے دین کو ناقابل تلافی نقصان پہنچے گا۔ ہر بستی کی انجمن کو مقامی آمدنی کا دس فیصد نشرواشاعت کے لئے مخصوص کرکے یہ رقم نوائے صوفیہ کو ارسال کرنی چاہئے جس کے معاوضے میں اس انجمن کے جملہ اشاعتی امور نوائے صوفیہ طے کرے۔ ہم بتائید ایزدی پورا پورا تعاون کریں گے۔

م۔ش کوروی

تصوف جدید انسان کا وسیلہ نجات

ڈاکٹر لئیق باری ترجمہ۔ ڈاکٹر غازی محمد نعیم

جدید انسان کے لئے جو کہ عقل و منطق کا اسیر ہے ایک صوفی کے تغیر حال سے کما حقہ واقف ہونا ممکن نہیں ہے۔ صوفی اس دنیا کو ایک ورائے عقل ذہانت سے دیکھتا ہے۔ صوفی کا وجود اصل انسانی سے قریب ترین ہوتا ہے وہ کائناتی صداقتوں پر مبنی حقیقت کا ایک کلی ادراک رکھتا ہے۔ روح کائنات سے کٹ کر بے حس اور نامراد جدید انسان مادیت کے جال میں پھنس کر رہ گیا ہے۔ چنانچہ موجودہ صنعتی معاشرہ روح کائنات سے کہیں دور کسی مضافات میں محدود ہو کر رہ گیا ہے۔ محض عقلیت پسندی اور منطقی تحت بازی کو وطیرہ بنا کر جدید انسان نے اپنے فکر اور نظر کا افق محدود کر لیا ہے اور وہ عالم آب و گل سے پرے دیکھنے کی صلاحیت سے محروم ہو گیا ہے۔ جہاں جدید انسان حقیقت مطلق کے تصور سے ہی خوفزدہ ہے وہاں صوفی کا اصل سرور ہی اس حقیقی وحدت سے ہم آہنگی ہے جسے توحید کہتے ہیں اور جو اسلام کا بنیادی عقیدہ ہونے کے ساتھ ساتھ قصر تصوف کا سنگ بنیاد بھی ہے۔ اسلام تصوف کا سارا نظام اسی مرکز توحید کے گرد گھومتا ہے۔ توحید بقول امام غزالی محض ایک جنبش لب کا نام نہیں ہے۔ شہادت کثرت تفکر سے قلب پر مرتب ہونے والے اثر کا نام ہے۔ صوفیا کے نزدیک وہ حقائق جن کو الفاظ میں بیان نہ کیا جا سکے انہیں کسی اور تک منتقل بھی نہیں کیا جا سکتا چنانچہ وہ اپنی روحانی واردات کے بیان کے لئے علامتوں کا سہارا لیتے ہیں۔ نیز صوفی شاعری میں پائی جانے والی اداسی محبوب حقیقی کی یاد مسلسل کا نتیجہ ہے۔

ابن عربی کے "تخلیقی تصور" کے ضمن میں لکھتے ہوئے کاربن اس امر کی نشاندہی کرتا ہے کہ علامت منطقی شواہد سے قطع نظر ایک اور جہان شعور کی خبر دیتی ہے جو اسرار کی دنیا ہے اور اس بات کو کہنے کا واحد وسیلہ ہے جو عقل و منطق کی زبان میں نہیں کہی جا سکتی۔ چنانچہ صوفی شعراء عاقبت عالم وجود کے تصور کے زیر اثر رہا کرتے ہیں۔

صوفیا خلوت میں بھی ذکر کرتے ہیں اور مجلس ذکر کی صورت میں بھی جہاں وہ اسمائے حسنیٰ کا ذکر کرنے کے علاوہ محمد و آل محمد پر درود و سلام بھی بھیجتے ہیں۔ علاوہ ازیں محافل سماع کا

بھی بسا اوقات اہتمام ہوتا ہے چنانچہ رومی کے رقص درویش سے اکثر لوگ واقف ہیں۔ رومی کے نزدیک سماع محبان خدا کی روحانی غذا ہے۔ البتہ دیگر سلاسل صوفیا مثلاً قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ اور سہروردیہ میں اس مسئلہ پر مختلف آراء پائی جاتی ہیں چنانچہ صوفیائے قادریہ کے نزدیک سماع عوارض روحانی کے لئے علاج کی حیثیت رکھتا ہے اور آدمی کو ربانیت کی دہلیز تک لے آتا ہے۔ یہ عالم سکر میں لے جانے کا موجب بنتا ہے جو اکابر صوفیاء کے نزدیک اعلیٰ مقامات میں سے ہے جہاں شان احدیت اپنا نشان چھوڑ جاتی ہے اور سالک ایسی کیفیت کو پا لیتا ہے جہاں وہ اندر سے مخمور و سرشار اور باہر سے ہوش و تمکین سے مالا مال نظر آتا ہے۔ دارا شکوہ اپنی کتاب "سکینۃ الاولیاء" میں دیگر صوفیاء کے علاوہ حضرت قطب الدین گنج شکر، حضرت نظام الدین اولیاء اور حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا بھی ذکر کرتے ہیں جو سماع کے شائق تھے۔ دوسری طرف صوفیاء نقشبندیہ نے اکثر سماع سے احتراز کیا ہے۔

صوفی کا حسن جمال اپنی مثال آپ ہوتا ہے۔ وہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حدیث پاک کا اکثر حوالہ دیتے ہیں کہ اللہ جمیل ہے اور جمال کو پسند فرماتا ہے اور اس حدیث کا بھی کہ اپنی خوش الحانی سے قرآن کا حسن دوبالا کیا کرو۔ چونکہ قرآن صوفی کے لئے اہم ترین ذریعہ تفکر اور منبع وجدان ہے اس لئے صوفی خوش الحانی سے اس کی تلاوت کا اہتمام کرتا ہے تاکہ وہ ہمہ وقت اپنے خالق حقیقی کے ساتھ روحانی رابطہ بحال رکھ سکے اور اس کی رحمت کے زیر سایہ رہ سکے۔ چنانچہ صاحب کشف المحجوب حضرت داتا گنج بخش فرماتے ہیں کہ آدمی کی حسین

ترین چیز اس کی خوش الحانی ہے۔

جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ صوفی بندہ فکر بھی ہے اور بندہ عمل بھی لیکن بنیادی طور پر وہ ہمہ وقت مائل بہ عمل ہوتا ہے۔ اعمال خیر کا صدور اس کی سرشت میں ہوتا ہے کیونکہ اعمال صالح ہی نجات انسانی باعث بنتے ہیں اور اس دنیا میں اعمال صالحہ کا مظہر سماجی عمل کی صورت میں ہوتا ہے۔ لوئی میسی نون کے الفاظ میں یہ صرف اصطلاحات کا نام نہیں ہے بلکہ یہ ایک نسخہ مسیحائی ہے جس کو کہ معالج پہلے اپنے اوپر آزماتا ہے تاکہ دوسروں کی اس سے شفایابی یقینی ہو جائے۔ میسی نون صوفی کو ایسا طبیب روحانی قرار دیتا ہے جو دوسروں کے مصائب و آلام روحانی کا علاج کرتے ہیں چنانچہ تصور کی معاشرتی اہمیت اسی شفا و علاج کے تصور سے عبارت ہے۔ اکابر صوفیا نے اپنے اس اعجاز مسیحائی کا خصوصیت سے ذکر کیا ہے کہ وہ اپنی باطنی قوت سے لوگ کے دردِ دل کا علاج کرتے ہیں اور دکھ درد کے مارے ہوئے انسانوں کے ان زخموں پر مرہم رکھتے ہیں جو بدی کے زیر اثر پیدا ہوتے ہیں۔

تصوف ایک خیالی علم نہیں ہے بلکہ یہ عمدہ اخلاق اور اچھے کردار کا نام ہے۔ عجز، تواضع اور صبر صوفی کے مزاج کے بنیادی عناصر ہیں۔ صوفی دیگر تہذیبوں کا احترام بھی کرتا ہے۔ صوفی کی لغت میں فساد اور شرانگیزی جیسے الفاظ کا وجود نہیں ہوتا تمام انسانی تاریخ میں صوفیاء نے معاشرے کے تہذیبی ارتقاء میں بنیادی کردار ادا کیا ہے۔ چنانچہ حسین نصر نے خیال ظاہر کیا ہے کہ وسط ایشیا میں منگولوں کے ہاتھوں تمام اداروں کے تاراج ہونے کے بعد سلاسل صوفیاء نے ہی معاشرتی تار و پود کو یکجا کر کے امن و سکون کا دوبارہ بول بالا کر دیا۔ انہی کے دم سے عدل نے ظلم پر فتح پائی۔ صوفیاء نے نہ صرف لوگوں کا روحانی مقام بالا کیا بلکہ ان کی کردار کی تربیت بھی مضبوط اور مستحکم بنیادوں پر کر دی۔ صوفیاء کے مراکز نے مدرسوں اور یونیورسٹیوں کا کردار ادا کیا اور انہوں نے جسمانی اور اخلاقی بیماریوں کے علاج میں اپنا کردار ادا کیا۔ ان کے "زاویے" اور "دائرے" ہسپتال اور نفسیاتی کلینک کی حیثیت رکھتے تھے۔ یہ بات طے ہے کہ علم اور تہذیب کی نفوذ پذیری میں سلاسل صوفیاء نے مرکزی کردار ادا کیا۔

جب وسط ایشیاء کے صوفیاء نے سندھ کی وادی میں قدم رکھا جو آج پاکستان کہلاتا ہے تو اس روایت کی پاسداری کی۔ انہوں نے اسلامی تہذیبی اقدار کے اس علاقے پر انمٹ نقوش چھوڑے۔ انہوں نے شاعری اور موسیقی کے ذریعے فنکارانہ حسیات کو اجاگر کرنے میں جو کردار ادا کیا اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ صوفی شعراء نے پنجابی، سرائیکی، سندھی، پشتو اور بلوچی جیسی مقامی زبانوں کو ذریعہ اظہار بنا کر صوفیانہ شاعری کو نقطہ عروج تک پہنچا دیا۔ بابا فرید گنج شکر، رحمان بابا، بلھے شاہ، شاہ حسین، سلطان باہو، شاہ عبداللطیف بھٹائی، سچل سرمست، خواجہ غلام فرید، میاں محمد، اور دیگر صوفی شعراء نے دانش، جذبات، مزاج اور اطوار کو نکھارنے میں زبردست کردار ادا کیا۔

پہلے کہا گیا ہے کہ صوفی کی روح روحِ کائنات سے ہم آہنگی کی حامل ہوتی ہے وہ تخلیق کے مقدس کردار پر اعتقاد رکھتا ہے۔ لیکن جدید انسان نے اس تقدس کے ساتھ اپنا رشتہ توڑ لیا ہے وہ صنعتی مفاد کے جال میں اسیر ہو گیا ہے اور اس نے منشیات، شراب، تشدد، نسلی منافرت اور انسانی حقوق کی خلاف ورزی کا راستہ اپنا لیا ہے۔ اس کے نقطہ نظر کے مطابق مادی حقیقتوں سے پرے اس دنیا میں کچھ بھی نہیں ہے۔

صوفی اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ ضمیر کی بیداری کے بغیر سائنس روح کی تباہی کا پیش خیمہ ہے نہ صرف روح کی تباہی بلکہ ہر شے کی مکمل بربادی۔ آج ہم جس دنیا میں رہتے ہیں اسے سائنس اور ٹیکنالوجی کے ہاتھوں نیوکلیائی ہتھیاروں اور ماحولیاتی آلودگی جیسے خطرات کا اس حد تک سامنا ہے کہ جب تک ہم دنیائے جدید کے چیلنجوں کا جواب علم و دانش تصوف سے نہیں دیں گے اس سیارے کو جس کا نام کرہ ارض ہے مکمل تباہی و بربادی سے نہیں بچایا جا سکتا۔

پال ویلری ایک مشہور مضمون میں یوں رقمطراز ہے "تہذیبوں کو اس حقیقت کا شعور ہے کہ وہ فانی ہیں۔ ہم نے ان دنیاؤں کے قصے سنے ہیں جو مکمل طور پر معدوم ہو گئیں۔ ایسی سلطنتیں جو نقطہ عروج پر پہنچ کر زوال کی کھائیوں میں گر گئیں اور ایسے ایسے سامان جنگ جدل جو اپنے دیوتاؤں، اپنے قوانین، اپنے علم و دانش اور اپنی لغات کے ہمراہ صدیوں کے پاتال میں گر گئیں۔ ہم اب بھی دیکھتے ہیں کہ تاریخ کی گھاٹی اپنا منہ کھولے منتظر ہے اور ہماری زندگی کی طرح ہماری تہذیب بھی پاش پاش ہو جائے گی۔ لیکن صوفی اپنی روحانی واردات کے وسیلے سے جدید انسان کو تاریخ کی دہشت سے نجات کا ایک منفرد موقع فراہم کرتا ہے۔

(بشکریہ "دی نیوز انٹرنیشنل")

شیخ علاؤالدولہ سمنانیؒ

غلام حسن فاضل عربی ایم اے

نفس کشی کا نتیجہ

نفس کشی اور ریاضت کا نتیجہ یہ نکلا کہ آپ ہر قسم کے نفسانی غل و غش سے پاک ہوگئے تھے اور بغض، حسد، کینہ، عناد، مخالفت، ہٹ دھرمی، کی بجائے عاجزی، انکساری، فروتنی، روشن ضمیری، انسان دوستی، حق پرستی، خلوص اور محبت کے اوصاف پیدا ہوگئے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مولانا نظام الدین ہروی نے آپ کے خلاف کفر کا فتویٰ دیا اور آپ کو لکھ بھیجا کہ آپ کافر ہوگئے ہیں۔ یہ جملہ دیکھ کر آپ زار و قطار روتے جاتے تھے اور اپنے نفس کو خطاب کر کے کہتے جاتے تھے کہ اے میرے پیارے ستر سالہ نفس میں تمہیں کہتا تھا مگر تمہیں یقین نہیں آتا تھا اب اس میں کیا شک رہا کہ مفتی اعظم امام المسلمین نے بھی لکھا کہ تمہاری تکفیر کر دی جائے اب تسلیم کرو اور مجھے دکھ نہ دو پھر یہ رباعی کہی۔

نفسی است مرا کہ غیر شیطانی نیست
وز فعل بدش ہی پشیمانی نیست
ایمانش ہزار بار تلقین کردم
ایں کافرا را بسر مسلمانی نیست

(مقدمہ چہل مجالس ص ۲)

شاگرد اور خلفاء

آپ خود پڑھے لکھے اور اعلیٰ روحانی تعلیم و تربیت سے آراستہ و پیراستہ تھے پھر آپ نے سخت قسم کی ریاضتیں اور مجاہدے کئے اور عبادت و طاعت میں لگے رہے جن کی وجہ سے

آپ کو علم لدنی حاصل تھا۔ چنانچہ آپ سے بہت سے لوگ مستفید ہوئے۔ آپ کے سیکڑوں مریدین ایران و عرب میں پھیلے ہوئے تھے جن میں سے درج ذیل حضرات بہت مشہور ہیں۔

شیخ محمود مزدقانی، اخی علی مصری، نجم الدین محمد ازدکانی، اخی علی مصری دہستانی، تقی الدین علی دوستی، شیخ عبداللہ غرجستانی اور شاہ علی فراہی آپ کے خلفاء میں سے تھے۔

اسی طرح اخی عبداللہ حبشی، اخی علی رومی، اخی علی سیمانی، شمس الدین گیلانی، خواجوی کرمانی، شیخ محمود مزدقانی وغیرہ آپ کے مشہور اور نامور مرید تھے۔

ان کے علاوہ علاؤالدین، امیر اقبال سیستانی بھی مشہور مریدین میں سے ہیں۔ آخر الذکر مرید نے آپ کی ملفوظات اور فرامین کو چہل مجالس کے نام سے ضبط تحریر میں لایا جو اب چھپ چکی ہے۔

قتلغ خان کے بھائی مولانا شمس الدین شیخ علاؤالدولہ سمنانی کے مرید تھے۔ مولانا نے سمنانی سے روحانی نعمت پائی اور خانہ کعبہ کے مجاور بن گئے۔ ہر وقت ذکر میں مستغرق رہتے تھے حتیٰ کہ جو سوئے ہوتے تو ان کے سینے سے ذکر کی آواز آتی تھی۔ جب مکہ میں ان کی وفات ہوئی میں نے انہیں پہلے دیکھا تھا پس میں ان کے جنازے میں حاضر ہوا۔ شیخ مکہ عبداللہ یافعی اور دوسرے بہت سے مشائخ بھی حاضر تھے۔ ان کے جنازے سے بھی ذکر کی آواز بلند ہونے لگی اور حاضرین نے سن لیا اور سب مل کر ذکر کرنے لگے اس طرح ذکر الہی کا غلغلہ بلند ہوا۔

سرگزشت سمنانی

سلسلہ الذہب الصوفیہ کے عظیم اور نامور صوفی بزرگ اور شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے عم محترم حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی کا ذکر خیر جاری ہے۔ ذیل میں ہم شیخ علاؤالدولہ سمنانی کی آپ بیتی پیش کر رہے ہیں جو ان کی کتاب العروہ لاهل الخلوۃ والجلوہ سے ماخوذ ہے۔

میں سلطان ارغون کا خادم خاص تھا۔ امراء و وزراء کے

ساتھ میل جول اور ملازمت میں انہماک کی وجہ سے کبھی کبھی فرائض مثلاً نماز روزہ بھی چھوٹ جاتے تھے اور اپنے پڑھے ہوئے اسباق کو بھی ایک آدھ بار پڑھنے کی فرصت نہ ملتی تھی۔ اسی دوران اللہ تعالیٰ نے مجھ پر فضل و کرم فرمایا۔ وہ یوں کہ ۶۸۳ھ میں سلطان ارغون اور سلطان احمد کی فوجیں قزوین میں لڑنے لگیں اس وقت میں، جو بیس سال کا جوان تھا میں نے سوچا کہ آج میں انہیں مزہ چکھاؤں گا اور اپنی بہادری کی دھاک بٹھاؤں گا اور بادشاہ کی خوشنودی حاصل کروں گا۔ ناگاہ ایک غیبی اشارہ ہوا جس نے مجھے مسلمانوں کا کشت و خون کرنے سے ڈرایا۔ میں نعرہ لگا کر لڑنے ہی کو تھا کہ میری آنکھوں کے آگے سے سارے پردے ہٹ گئے اور مسلمانوں کی خانہ جنگی میں کتاب و سنت کے احکام سامنے آگئے۔ پس میں حیران و مدہوش جنگ سے لاتعلق کھڑا رہا۔ اتنے میں وہ غیبی اشارہ ختم ہو چکا تھا۔ اس کے بعد دنیا اور معاملات دنیا سے میرا دل سرد ہو گیا اور میں نے اپنی فوت شدہ نمازوں کی ادائیگی کا فیصلہ کر لیا۔

میں سلطان ارغون کی ملازمت چھوڑ نہیں سکتا تھا میں نے ہر رات دس روز کی نماز قضا پڑھنا اور پانچ قرآنی آیتیں یاد کرنا اپنے لئے لازم قرار دیا۔ توبہ کی، کم خوابی، کم خوری اور کم گوئی پر کاربند ہو گیا۔ میں نے سلطان کے محل سے اور گھر سے کھانا بند کر دیا تھا کیونکہ دونوں جگہ سے مجھے مشتبہ اور حرام اشیاء کی بو آتی تھی۔ گھر والے سمجھتے کہ میں محل سے کھانا کھا کر آیا ہوں اور محل والے سمجھتے کہ میں گھر سے کھاتا ہوں۔ اس طرح میں کئی ہفتے بھوکا رہتا اور کبھی کبھی غیب سے رزق حلال مل جاتا۔ اچانک ۱۵ شعبان کو میں سخت بیمار ہو گیا اور اطباء میرے علاج سے عاجز ہو گئے۔ میں نے ملازمت سے چھٹی لی اور رمضان میں سمنان پہنچا۔ مجھے معلوم ہو گیا کہ بیماری کی اصل وجہ سلطان کی ملازمت اور ناجنس لوگوں کی صحبت ہے۔ اب میں نے اس فرقت کو غنیمت جانا اور عبادات کرنے اور علوم شریعت حاصل کرنے میں مصروف ہو گیا اور ابو طالب مکی کی کتاب "قوت القلوب" کے مطابق فقر و سلوک کرنے لگا۔ میرے پاس موجود مال اور جائیداد جن کے بارے میں مجھے معلوم ہوا کہ کسی اور کا بھی اس میں حق ہے میں نے وہ سب انہیں واپس کر دیا اور باقی چیزوں کو علماء کے فتویٰ کے مطابق صدقہ اور وقف کر دیا۔ جتنے غلام اور کنیزیں تھیں انہیں آزاد کر دیا۔ اپنی بیوی اور اولاد کو ان کے حقوق سے بڑھ کر دیا اور شیخ حسن سکاکی کی نسبت سے "خانقاہ سکاکی" تعمیر کی۔ اسی طرح چند اور خانقاہیں بھی بنا کر وقف کر دیں۔ اور میں نے لکھ دیا کہ میری اولاد کو ان اوقاف میں مداخلت کا کوئی حق نہیں۔ میں نے اپنے ایک مخلص ساتھی کو ان خانقاہوں کی تولیت اور جملہ انتظام و انصرام سونپ دیا اور خود ریاضت و مجاہدہ میں مشغول ہو گیا۔

اس دوران شیطان بار بار میرے دل میں وسوسہ ڈالتا۔ کبھی کہتا اہل حقوق کے حقوق دے چکے ہو، اتنی دولت وقف کر چکے ہو اور اس قدر ریاضت کر چکے ہو، بہتر ہے بادشاہ سے پھر تعلق جوڑ لو اس جوانی میں مزید جان کو جوکھوں میں ڈالنا عقلمندی نہیں ہے۔ اپنی عمر بہت ہے۔ شیطان کے ایسے وسوسوں سے میں سخت غمگین ہوتا مگر اور بھی ریاضت کرنے لگتا اور اللہ تعالیٰ سے وساوس شیطان سے بچانے کی التجا کرتا۔

ایک دن شیطان نے یہ وسوسہ ڈالا کہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہے کہ میری امت کے بہتر فرقے ہوں گے ان میں سے ایک ناجی اور باقی سب جہنمی ہوں گے۔ ہر فرقہ کا دعویٰ ہے کہ وہ ناجی ہے اور باقی سب ناری ہیں۔ تم کس کی پیروی کرو گے؟ میں نے اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں رہنمائی کے لئے فریاد کی۔ اس وقت میرے دل پر القاء ہوا کہ "تمام تر اختلافات کے باوجود یہ امت صرف سات گروہوں میں منقسم ہے، جبریہ، قدریہ، معطلہ، مشبہ، خارجی، رافضی اور سنی۔ جو گروہ غلو اور تقصیر یعنی افراط و تفریط سے پاک ہو اس کی پیروی کرو۔"

میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ جبریہ توحید میں غلو کرتا ہے، قدریہ قدرت الٰہیہ میں کمی کرتا ہے، معطلہ تنزیہ میں تجاوز کرتا ہے، مشبہہ شریعت میں بے ادب ہے، خارجی بددیانت اور دشمن اہل بیت ہیں، رافضی حرم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں بدگوئی کرتے ہیں اور دشمن صحابہؓ ہیں۔ مجھے اہل سنت کے چاروں امام اس الہام کے بالکل موافق معلوم ہوئے پس میں ان کی پیروی کرنے لگا۔ لیکن میں نے دیکھا کہ ان کے پیروکار بحث و جدال اور تعصب و عصبیت کی طرف بہت مائل ہیں جس کی وجہ سے میں ان سے بھی بیزار ہوا تاہم ان کی پیروی کو غنیمت جانا اور اللہ تعالیٰ سے یہ امید بھی رکھی کہ وہ مجھے اس مرحلے میں تنہا نہیں چھوڑے گا۔

ناگاہ اللہ تعالیٰ نے اپنے لازوال فضل و کرم کے ذریعے

میرے دل کے پردے اٹھا دیئے۔ میں نے عالم غیب میں ایک واقعہ دیکھا۔ وہاں اہل صفا کا ایک گروہ آ پہنچا جن سے بوئے محبت آتی تھی میں نے انہیں سلام کیا۔ میرے پوچھنے پر بتایا کہ وہ صوفیہ کہلاتے ہیں۔ جب میں نیند سے بیدار ہوا تو ان لوگوں کا بے حد مشتاق ہوا اور بڑی بے چینی کے ساتھ انہیں ڈھونڈنا شروع کیا لیکن انہیں کہیں بھی نہ پایا پس مایوس ہو کر میں نے ان (صوفیاء) کی کتابیں دیکھنا شروع کیں۔ احوال و اقوال صوفیاء پر مشتمل کتب تصوف کے مطالعے کے دوران میں ان میں لکھی ہوئی باتوں پر بھی عمل کرتا جاتا تھا۔ خلوت و عزلت میں اشغال کی وجہ سے شیطان کو مجھ پر غلبہ کا موقع نہیں ملا اور میرا یہ شوق بھی مزید بڑھ گیا کہ کسی صوفی کی خدمت میں پہنچ جاؤں اور اس کی سیرت و بصیرت کی پیروی کروں۔ میں نے روحانی مراتب کے حصول کے لئے خوب ریاضت و مجاہدہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے فضل و کرم سے نوازا۔ تاہم یہ حقیقت ہے کہ جب تک توفیق خداوندی نصیب نہ ہوئی تب تک مجھے دین و مذہب میں سکون نہیں ملا۔

شروع شروع میں میں نے ہر چیز سے تعلق توڑ کر اللہ تعالیٰ کے ساتھ رشتہ جوڑ لیا۔ میں صرف حلال روزی کھاتا، عزلت میں بیٹھتا اور روزانہ بارہ ہزار مرتبہ لا الہ الا اللہ بطور ورد پڑھنے لگا۔ ہر شب دس دنوں کی فرض نماز قضا اور سو رکعت نفل پڑھا کرتا تھا۔ اسی طرح کتب صوفیہ کے مطالعے میں بھی مصروف رہتا تھا

یہ وقت بڑا پرآشوب تھا۔ بت پرستوں کا زور تھا۔ اسلامی شہروں میں بت کدے بننے لگے۔ علماء و فضلاء مردار دنیا کی خاطر ان بت پرست حکمرانوں کی خوشامد کرتے پھرتے۔ علمائے اسلام کی اس غیر ذمہ دارانہ حرکت کی وجہ سے اباحت پسند زندیقوں کو کھل کھیلنے کا موقع ملتا۔ دینی مدرسوں میں علم فلسفہ اور منطق کو رواج دیا جس کی وجہ سے علمائے اسلام کی تحقیر ہوتی تھی۔ غرض کفر و الحاد اور نمود و نمائش کی وجہ سے حق و باطل میں تمیز مشکل ہو گیا تھا۔

میں نے اپنے احباب سے کہہ دیا تھا کہ جو بھی صوفی سمنان آئے اسے میرے پاس لایا جائے۔ ایک بار مجھے اطلاع ملی کہ اخی شرف الدین خراسان سے آئے ہیں ۔۔ بغداد جا رہے ہیں۔ انہوں نے تین بار حج کیا تھا اور عرصہ سے کعبہ کے مجاور اور صوفیہ کے ملازم بھی تھے۔ میں اسی وقت ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان پر نظر پڑتے ہی مجھے ان کی پیشانی پر جمال و انوار اولیاء نظر آئے اور ان سے انس و محبت کی خوشبو آئی۔ میں نے ان سے مجھے اپنی صحبت میں لینے کی درخواست کی، جسے انہوں نے قبول کیا۔ چنانچہ ہم اکٹھے رہنے اور عبادت کرنے لگے۔

ایک دن میں نے دیکھا کہ وہ زور زور سے اپنا سر دائیں بائیں ہلا رہے ہیں۔ میں نے پوچھا تو بتایا کہ ذکر کر رہے ہیں اور حرکت سر کے ذریعے غیر اللہ کی نفی اور اللہ تعالیٰ کا اثبات کر رہے ہیں۔ میں نے ذکر کا یہ طریقہ سیکھنے کی استدعا کی۔ انہوں نے وہ ذکر اور اس کا طریقہ مجھے سکھا دیا۔ میں نے اپنے معمولات کو چھوڑ دیا اور یہی ذکر کرنے لگا۔ آدھی رات کا وقت ہوا ہوگا کہ میں نے دیکھا میرے سینے سے نورانی شعلے نکل رہے ہیں۔ آنکھ کھولی تو ہر طرف نور ہی نور نظر آیا۔ میں نے سوچا کہ اس ذکر تعلیمی کو ترک کروں مگر ایسا لگا کہ کوئی شخص میرا سر ہلا رہا ہے تاآنکہ صبح کی اذان ہوئی۔ اس کے ساتھ ہی وہ نور آسمانوں میں غائب ہو گیا۔ میں نے تجدید وضو کی تحیۃ الوضو پڑھی۔ مجھے محسوس ہوا کہ میرا دل خود بخود نفی غیر اور اثبات حق میں مصروف ہے اور میں دل سے لا الہ الا اللہ کی آواز سننے لگا۔ ابھی ہم ایک امام صاحب کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے میں نے دیکھا کہ سامنے سے نور کے چشمے پھوٹتے، اس سے ستارے نکلتے اور میرے قریب آتے ہیں۔ جب امام نے سلام پھیرا میں اخی شرف الدین کا ہاتھ پکڑ کر انہیں ایک جائے خلوت میں لے گیا۔ انہیں ذکر تعلیمی کے نتائج سے سوئے ستاروں کی آمد کے آگاہ کر دیا۔ انہوں نے تبسم فرماتے ہوئے مجھے بشارت دی کہ تم میں کمال کی استعداد موجود ہے اور ہدایت کی کہ اس ذکر پر کاربند رہو تاکہ تم کواکب و انوار بھی دیکھ سکو۔ ان کی یہ بات سن کر مجھے ان کے طریقے کی درستی اور صحت کا یقین ہو گیا۔ میں نے کہا کہ آج نماز کے وقت میں نے چشمہ نور پھوٹتے اور اس سے ستارے نکلتے دیکھے ہیں۔ انہوں نے یہ سن کر تعجب کیا کہ ایسا کئی چلے کاٹنے کے بعد ہوا کرتا ہے، آپ کو صرف ایک رات کی ریاضت سے یہ استعداد ملی ہے۔

میں نے سمجھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے صحیح راستہ دکھایا۔ میں نے اس دن کے بعد اپنے وظائف ترک کر لئے۔ البتہ نماز چاشت اور تہجد پڑھتا رہا۔ میں شرف الدین کے بتائے ہوئے ذکر پر سولہ سال تک عمل کرتا رہا۔ اس دوران میں نے بہت سی عجیب و

بقیہ صفحہ پر

نوربخش کے تین اشعار

سید نواز حسین شگری ایم۔اے، بی۔ایڈ، فاضل علوم عربیہ

مؤسس سلسلہ نوربخشیہ غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نوربخش قہستانی نور اللہ مرقدہ سلسلۃ الذھب الصوفیہ کے نمایاں شیخ طریقت، ایک عظیم فقیہہ اور مجتہد اور اتحاد بین المسلمین اور رفع اختلاف کی ایک مشہور تحریک کے بانی مبانی ہونے کے علاوہ ایک ممتاز عرفانی شاعر بھی تھے۔ آپ کی غزلیات میں تصوف و عرفان کے اسرار و رموز زوردار پیرائے میں بیان کئے گئے ہیں۔ ذیل میں ہم آپ کے تین عرفانی اشعار کی مختصر تشریح پیش کرتے ہیں۔

شعر نمبر۱

ایھا المغرور فانظر فاعتبر
من ذوی الدنیا بھا لا تفخر

ترجمہ

دنیا کے مال و متاع پر اعتماد کر کے غرور کرنے والو، دنیا والوں کے انجام سے عبرت حاصل کرو اور اس مال و متاع پر فخر مت کرو۔

تشریح

قرآن کریم میں ارشاد الٰہی ہے

قل متاع الدنیا قلیل و الاخرۃ خیر لمن اتقی

کہہ دیجئے کہ اس دنیا کا سرمایہ بہت قلیل ہے اور جو تقویٰ اختیار کرے اس کے لئے تو آخرت ہی بہتر ہے۔

حضرت امام محمد غزالی احیاء العلوم میں رقمطراز ہیں۔

"تمام تعریفیں اس ذات باری تعالیٰ کے لئے ہے جس نے اپنے اولیاء کو دنیا کی ہلاکتوں اور فساد سے مطلع کیا اور اس کے شر سے متنبہ کیا اور اس کی چھپی ہوئی آفات اور عیوب کا علم دیا۔ اولیاء اللہ نے اس کی خوبیوں اور برائیوں کا موازنہ کیا تو انہوں نے دیکھا کہ اس کی برائیاں اس کی اچھائیوں سے زیادہ ہیں۔

حضرت امام غزالی دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ قرآن مجید میں دنیا کی مذمت اکثر جگہوں پر کی گئی ہے۔ بلکہ و اکثر القرآن مشتمل علی ذم الدنیا یعنی قرآن پاک کی اکثر آیات مذمت دنیا پر مشتمل ہیں۔ قرآن میں لوگوں کو دنیا سے منہ موڑ کر فکر آخرت کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔ یہی انبیائے کرام علیہم السلام کی بعثت کا مقصود بھی تھا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے

الدنیا سجن المؤمن و جنۃ الکافر (ترمذی)

دنیا مؤمن کا قید خانہ اور کافر کی جنت ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ مؤمن کے لئے بہت سی نفسانی خواہشات حرام کر دی گئی ہیں اور اسے ان سے روک دیا گیا ہے کہ گویا وہ قید میں ہے اور کافر کا معاملہ اس کا الٹ ہے کہ دنیا میں وہ ایسا آزاد ہے جیسے وہ جنت میں ہے اور اس پر کوئی پابندی نہیں۔

بعض عارفین کہتے ہیں کہ دنیا مؤمن کا قید خانہ ہے کیونکہ وہ حقیقت کو سمجھتا ہے اور اپنے نفس پر اس دنیا میں سختی کرتا ہے اور سعادت ابدی حاصل کرنے کی دھن میں رہتا ہے۔

مولائے متقیان حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے

"دنیا ایک مردار ہے اور اس کے طالب کتوں کی مانند ہیں۔"

قرآن مجید میں مال و اولاد کو دنیوی زندگی کی زینت کے اسباب بتایا گیا ہے اور فتنہ قرار دیا گیا ہے۔

المال و البنون زینت الحیات الدنیا

مال اور بیٹے حیات دنیوی کی زیب و زینت ہیں۔

پس اہل نظر کے نزدیک اس فانی دنیا کے جاہ و جلال پر

اترانا دانشمندی کی بات نہیں ہے۔ حب دنیا دلفریب ضرور ہے مگر اس کی حقیقت اور حیثیت پانی کے بلبلے سے بڑھ کر نہیں۔ نور بخش کا خیال ہے کہ اس مختصر زندگی میں دنیائے بے وفا سے دل لگانے کی بجائے معنوی کمال کے حصول کی سعی و کاوش کرنی چاہیے۔ چنانچہ فرماتے ہیں

در کمال معنوی کوشش نما اے نور بخش
کیں جہان بے وفا ہمچون کف دریا بود

شعر نمبر ۲

نوربخشیت داد پندت ور پذیر
دست از دنیا بدار و گوشہ گیر

ترجمہ

نور بخش نے پند و نصیحت کی ہے اگر تم قبول کرو تو اس دنیا سے ہاتھ اٹھالو اور گوشہ نشینی (چلہ کشی) اختیار کرو۔

تشریح

بے ثباتی دنیا و مذمت دنیا کے حوالے سے کچھ بحث اوپر کے شعر میں ہو چکی ہے۔ فرمان رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

الدنیا جیفۃ و طالبھا کلاب

دنیا مردار ہے اور اس کو چاہنے والا کتا ہے۔

اس حدیث شریف کی مزید تشریح کرتے ہوئے غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نور بخش قہستانی نور اللہ مرقدہ اپنی تصنیف مکارم الاخلاق میں لکھتے ہیں۔

واگر خواھد از مرتبہ کلبی خلاص یافتہ شود ترک دنیائے دنی کند و اقتدا بمردان بکند یعنی اگر کتا پن سے نجات چاہتے ہو تو اس کمینہ دنیا سے منہ موڑ لو اور جواں مرد ہستیوں کا پورا پورا اتباع کرو۔

جب کسی شے کی بے مائیگی کی اصلیت کھل جائے تو اہل شعور کا اس سے بے رغبتی کا اظہار کرنا عین قرین عقل بات ہے۔

نیز خواہشات دنیا مثلاً خواہش مال و مرتبہ و جاہ و حشمت سے اجتناب کرنا اور بے نیاز رہنا اور محض کرم الٰہی پر بھروسہ کرنا موجب نجات الٰہی ہے۔

شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق تصنیف رسالہ دہ قاعدہ میں قاعدہ دوم یعنی زہد کے ضمن میں رقمطراز ہیں۔

الدنیا حرام علی اھل الآخرۃ و الآخرۃ حرام علی اھل الدنیا و کلاھما حرامان علی اھل اللہ

دنیا اہل آخرت پر حرام ہے اور آخرت اہل دنیا پر حرام ہے اور یہ دونوں اہل اللہ پر حرام ہیں۔

طلق الدنیا ثلاثا یا فقیر
اتباعاً اقتداء بالامیر

ترجمہ

اے فقیر علی کا اتباع کرتے ہوئے دنیا کو تین بار طلاق دو۔

تشریح

ارباب شریعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ طلاق ثلاثہ دینے کے بعد طلاق یافتہ عورت اس شوہر کے لئے جائز نہیں ہے۔ لہذا اہل اللہ دنیا سے بے زار ہوتے ہیں اور ترک طلاق کرتے ہیں ظاہری زہد حرام اور مشتبہ چیزوں سے پرہیز کا نام ہے اور حقیقی زہد شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تمام آرزوؤں اور تمناؤں حتیٰ کہ اخروی درجات اور نعمتوں سے بھی بیزار ہونے کا نام ہے۔

ایک مرتبہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مردار بکری کے پاس سے گزرے اور اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ تم دیکھتے ہو کہ یہ مردار بکری اس کے مالکوں کے نزدیک کتنی ذلیل ہے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے ذلیل ہونے کا سبب اس کا مردار ہونا ہے اسی لئے یہاں پھینک دی گئی ہے۔ اس پر حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قسم اس ذات کی کہ جس کے ہاتھ میں

میری جان ہے۔ یہ دنیا اس سے زیادہ ذلیل اور کم تر ہے جتنی کہ یہ بکری اس کے گھر والوں کے نزدیک ہے۔

نیز فرمان رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

الدنیا ملعونۃ و ملعون فیھا الا ماکان للہ فیھا

یہ دنیا ملعون ہے اور جو اس میں ہے وہ ملعون ہے سوائے اس چیز کے جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے واسطے ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا اپنی چمک دمک اور تازگی سے لوگوں کے دلوں کو دھوکا دیتی ہے

اسی لئے شہنشاہ اقلیم ولایت حضرت مولائے متقیان علی علیہ السلام نے دنیا کو تین مرتبہ طلاق دینے کا اعلان فرمایا ہے اور اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نور بخش قہستانی نور اللہ مرقدہ رسالہ مکارم الاخلاق میں فرماتے ہیں۔

[illegible] شوی کش دنیا را
[illegible] طلاقش ندھم تا مردم

[illegible] فاحشہ کہتے ہو جسے تم دنیا
[illegible] دوں تین طلاق اس کو تو میں مرد نہیں

حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

حب الدنیا راس کل خطیئۃ (بیھقی)

[illegible] محبت دنیا ہے۔

[illegible] فرماتے ہیں کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا کی محبت کی وجہ سے انسان پہلے شبہ کی باتوں میں ملوث ہوتا ہے پھر مکروہ باتوں میں اور آخر کار ان باتوں میں بھی ملوث ہو جاتا ہے جو واضح طور پر شرع میں حرام ہیں۔ پھر بڑھتے بڑھتے کفر کی باتوں میں بھی ملوث ہو جاتا ہے۔ بلکہ آج تک جتنی بھی امتیں پیغمبروں کی گزری ہیں ان میں سے جنہوں بھی اپنے پیغمبروں کی مخالفت کی اور کفر کیا تو جس چیز نے ان کو پیغمبروں کی مخالفت پر مائل کیا وہ محبت دنیا ہی تو تھی۔

جب دنیا کی حالت یہ ہو تو غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نور بخش قہستانی نور اللہ مرقدہ کا سالکین راہ حق کے حق میں یہ فرمانا قرین انصاف معلوم ہوتا ہے۔

ہر جواں مردے کہ فقر و کشف را جویا بود
ترک دنیا گر نماید حال او زیبا بود

اگر کوئی جواں مرد فقر حقیقی کا (بمطابق فرمان نبویؐ الفقر فخری) خواہاں ہو تو اس کے لئے بہتر ہے کہ وہ دنیا کو چھوڑ دے۔

ترک دنیا کے ساتھ ساتھ طالب حق کے لئے واجب ہے کہ وہ ہر چیز سے بے نیاز ہو جائے حتیٰ کہ اپنی ذات سے بھی۔ اس طرف اشارہ فرماتے ہوئے شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

گر کلاہ فقر خواہی سر بسر
از خود و جملہ جہاں یکسر بیر

اگر تاج فقر پہننا چاہتے ہو تو اپنی ذات اور جملہ جہاں سے کلی طور پر بیزار ہو جاؤ۔

فقط خاتمہ کلام کے طور پر غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نور بخش قہستانی نور اللہ مرقدہ کی دلنشین نصیحت مکرر درج کی جاتی ہے۔

در کمال معنوی کوشش نما اے نور بخش
کین جہان بے وفا ہمچون کف دریا بود

بقیہ۔ دنیائے تصوف کی خبریں

قرارداد مذمت

مظفر آباد آزاد کشمیر میں شاہ ہمدان سٹوڈنٹس فیڈریشن کا ایک خصوصی اجلاس ہوا جس میں طلباء کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ اس موقع پر ایک قاری کی طرف سے نوائے صوفیہ کے خلاف بے جا تنقید پر افسوس کا اظہار کیا گیا اور عوام سے اپیل کی گئی کہ وہ ایسے عناصر سے ہوشیار رہیں کیونکہ نوائے صوفیہ کی بندش کی مہم جوئی کرنے والے دراصل مذہب صوفیہ نوربخشیہ کو پھلتا پھولتا نہیں دیکھنا چاہتے۔ نوائے صوفیہ دراصل ہزاروں نوربخشیوں کا ہی ترجمان نہیں بلکہ تمام اہل ایمان اور امت مسلمہ کے دلوں کی دھڑکن ہے۔ اجلاس میں متفقہ طور پر یہ قرارداد منظور ہوئی کہ نوائے صوفیہ کو بند کرنے کی سازش کرنے والے دراصل اپنے آقاؤں کو خوش کرنے اور ملت نوربخشیہ میں انتشار پھیلانے کی مذموم کوشش کر رہے ہیں جس کی ہر نوربخشی کو مذمت کرنی چاہیئے۔

ریاض حسین سرموی جنرل سکریٹری

گلہائے عقیدت

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

علی احمد قمر سلتورو گوما

پہ اذن تمنا ہے مری عرض ہنر کی
کیوں خاک نہ بن جاؤں میں آقا ترے در کی

اک شوق لئے پھرتا ہے ہمراہ سفر پہ
کیا بات ہے پھر راہ طلب میں کوئی ڈر کی

جس نے بھی پکارا تمہیں مشکل میں اسی پہ
تم نے مرے آقا شب تاریک سحر کی

شفقت کا تصور ہی نیا سامنے آیا
مجھ پہ مرے آقا نے جہاں ایک نظر کی

شاید وہ طلب منزل مقصود پہ لے آئی
چومی تھی کبھی خاک تری راہ گزر کی

میں لاکھ خطاکار و گنہگار ہوں لیکن
بخشش بھی تو خیرات ہے آقا ترے در کی

اب اذن سفر جانب بطحا مرے آقا
میں نے تو شب عمر اسی غم میں بسر کی

وہ مجھ کو غلامی میں جو لے لیں قمر اک بار
منزل ہی نہ مل جائے مجھے میرے سفر کی

بقیہ ۔ دنیائے تصوف کی خبریں

شگر میں اعتکاف کی بہار

یوں تو سرزمین بلتستان اور خصوصاً سرزمین شگر تصوف کے پروانوں کے لئے اپنے قدرتی امن و سکون کی بدولت بڑا پرکشش رہا ہے اور ہمارے سلف صالحین نے یہاں کی خانقاہوں میں اعتکاف نشینی کے لئے چلہ خانے بنائے تھے مگر افسوس کہ یہ چلہ خانے عرصہ دراز تک نمازیوں اور اعتکاف نشینوں کے لئے ترستے رہے مگر قدرت کے نظام "کل شیئ یرجع الی الاصل" کے موافق اب اللہ کے فضل و کرم سے ان خانقاہوں اور چلہ خانوں کی رونقیں بحال ہو گئی ہیں۔ اس سال خانقاہ معلی پندو نوق وزیر پور میں سہ روزہ اعتکاف نشینی ہوئی جس میں چالیس خوش نصیبوں نے حصہ لیا جن میں علماء کرام اور سادات عظام بھی شامل تھے۔ اس کے علاوہ جامع مسجد وزیر پور مثلو اور جامع مسجد ہو، چھن میں بھی کثیر تعداد میں اہل تصوف نے اعتکاف نشینی کی جن کے اختتام پر جلسوں کا انعقاد ہوا اور علمائے کرام نے اعتکاف نشینی کی فضیلت اور برکت سے حاضرین کو روشناس کرایا۔ سب سے بڑے جلسے میں دس تنظیموں کے سیکڑوں کارکنوں نے شرکت کی جس کی صدارت فخر سادات میر واعظ شگر سید نواز حسین الموسوی نے کی۔ اخوند محمد عبداللہ کی تلاوت اور محمد شریف کے ہدیہ نعت کے بعد جناب مولانا محسن علی نے تصوف اسلامی کے تاریخی حقائق پر روشنی ڈالی۔ اخوند غلام عباس نے حلقہ ذکر بمطابق فقہ احوط پر روشنی ڈالی۔ جناب سید سلطان محمد نے بھی ذکر و فکر کے موضوع پر اظہار خیال کیا۔ جناب محمد علی عارف، مولانا رستم علی انجم اور جناب مراد علی نوری مہمان خصوصی نے اعتکاف نشینی کی تاریخ پر سیر حاصل تقاریر کیں اور کہا

سالکو راہ تصوف پر چلو تم بے دھڑک
جنت الفردوس کو جاتی ہے یہ سیدھی سڑک

صدر جلسہ میر واعظ شگر سید نواز حسین الموسوی نے کہا کہ تاریخی اعتبار سے تمام خانقاہوں میں چلہ خانوں کی تعمیر اس بات کا ثبوت ہے کہ اولیائے کرام ان میں بیٹھ کر شب و روز عبادت و ریاضت اور چلہ کشی میں مشغول رہتے تھے۔ جب سے اہل نوربخشیہ کے پیروکاروں نے اس عظیم روایت سے کنارہ کشی اختیار کی بے نمازیوں نے انہیں لہو و لعب کا مرکز بنا لیا۔ شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ اور غوث المتأخرین سید العارفین شاہ سید محمد نوربخش قہستانی نور اللہ مرقدہ کی تعلیمات سے انحراف کا یہ نتیجہ نکلا یہ آج ہماری عددی برتری بھی کم ہو چکی ہے۔ لیکن اعلان خداوندی مؤمن ہمیشہ قلیل تعداد میں ہوتے ہیں کے موافق ہمیں اپنے سلف صالحین کی روایات کو اپنا کر عبادات اور عمل میں اپنی برتری قائم کرنی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اہم نوربخشی کتابیں ترجمہ کے ساتھ دستیاب ہیں جن کی موجودگی میں ہر کس و ناکس کا بجاری بننے کی ضرورت نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ مولائے متقیان حضرت علی علیہ السلام سید الاولیاء ہیں پس علیؑ سے محبت کے دعوے داروں کو اعمال و اشغال تصوف میں منہمک رہنا چاہیے۔

غلام حیدر حیدری
سکریٹری اطلاعات تنظیم
فلاح و بہبود صوفیہ نوربخشیہ
حشوپی شگر

سرموں میں اعتکاف نشینی

اس سال رمضان المبارک کے مہینے میں سرموں ترکری مسجد میں تیس خوش نصیبوں نے سہ روزہ اعتکاف نشینی میں حصہ لیا جس کی قیادت مولانا عبدالسلام کر رہے تھے۔ اعتکاف میں سرموں ترکری کے علاوہ غورسے اور خپلو سے بھی دین کے متوالوں نے حصہ لیا۔ اختتام پر ترکری کے نوجوانوں کی طرف سے جلسہ کا اہتمام ہوا جس کا آغاز قاری محمد ابراہیم کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ صدر جلسہ جناب سید علی تھے۔ اس موقع پر مولانا عبدالسلام، مولانا محسن علی، سید علی غورسے، مولانا محمد بشیر یوچنگ اور جناب اخوند محمد دین صاحب نے عوام سے اپنے خطاب میں اعتکاف کی برکات، ماہ رمضان المبارک کی فضیلت اور اتحاد بین المسلمین کے موضوع پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ تقریب میں چھوغو گرونگ، کھرچونگ اور غازی تھنگ سے بھی لوگوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ اختتام پر غلام حسین صاحب سرکردہ نے تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔

غلام محمد الہمدان تعلیمی کمیٹی

سلوۃ العاشقین وسکتہ المشتاقین

شیخ علاؤالدولہ سمنانی

بندوں کی ستانے کی ممانعت

جاننا چاہیئے کہ راہ حق میں بندگان خدا کی مدد کرنے میں ساری عظمتیں ہیں۔ اس کے برعکس انہیں تکلیف پہنچانے میں عذاب ہیں۔ خبردار کسی بھی وقت جب کوئی خدائے تعالیٰ میں مشغول ہو اسے تکلیف دے کر مشوش نہ بنایا جائے۔ جو کوئی خدائے تعالیٰ میں مشغول شخص کو مشوش اور پریشان کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کی عداوت میں مبتلا ہو جائے گا جس کی دلیل اس حدیث میں ہے۔

من شغل شغل عن اللہ تعالی ادرکہ المقت فی الوقت

جو شخص اللہ تعالیٰ میں مشغول رہنے والے کو پریشان کرے اس وقت وہ اللہ تعالیٰ کے غضب کا نشانہ بن جائے گا۔
اللہ تعالیٰ اپنے جود و کرم کے صدقے ہمیں اور تمہیں اس سے بچائے۔ (آمین)

شیخ علی لالا کی وصیت

اسی طرح شیخ (رضی الدین علی لالا) قدس سرہ سے شیخ بزرگوار شیخ احمد (ذاکر) گورپانی کو وصیت ہے اور اسے اپنے بھتیجے اخی علی، اپنے پیروکاروں اور فرزندوں کو بھی لکھا ہے اس کے ایک حرف سے بھی نہ پھرنا چاہیئے۔ وصیت یہ ہے۔

اے برادر عزیز احمد، فرزند علی، دوسرے دوست اور طالبان خداوند تعالیٰ۔ ان کلمات میں جنہیں میں زیر قلم لا رہا ہوں خوب غور و فکر کریں۔ ممکن ہے کہ کسی دوسرے اس قسم کی باتیں سننے کو نہ ملیں۔ اگر سنیں بھی تو دل سے قبول نہ کریں کیونکہ مدعیوں سے دنیا بھری پڑی ہے۔ جو شخص ہرگز کسی شیخ طریقت تک نہیں پہنچا اور اس طریقۃ (کے علوم سے) ایک کلمہ ابجد بھی نہیں پڑھا اس معاملت کے عہدہ سے جن کی پیروی کی شرط ہے ایک ساعت باہر نہیں نکلا وہ (شخص اور اس طرح کے) سب لوگ بھی بزرگوں (کے مقامات حاصل ہونے) شیخی بگھارتے ہیں اور بڑ ہانکتے ہیں۔ لوگوں کو جھوٹ اور بیہودگیاں دکھاتے ہیں۔ (حالانکہ) اس حدیث کی بو بھی ان کے مشام جاں تک نہیں پہنچی (ہوتی)۔ بندگان خدا کے احوال کے نام کے سوا کچھ نہیں سنا حالانکہ احوال اھل بصیرت کی اجماع کے مطابق معاملات کا ثمرہ ہیں کیونکہ

الاحوال مواریث الاعمال

احوال اعمال کے نتیجے ہیں۔

بزرگان دین میں سے جس کے احوال سے آگاہی ہو کہ اس کی زندگی صوری و معنوی لحاظ سے (حضرت محمد مصطفیٰ) صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی متابعت کے موافق ہے چنانچہ محققین کا اس پر اجماع ہے کہ

ولا یرث الاحوال الا من صحح الاعمال

احوال کا موجب صرف صحیح اعمال بنتے ہیں۔

وہ اسی راستے پر چلا ہو روشن راستہ اور صراط مستقیم یہی ہے۔ جو کوئی متابعت شریعت کی شرط پر صحیح عمل نہ کرے اور کسی مہذب الاخلاق شیخ کی صحبت میں نہ پہنچا ہو اس کی امر و نہی کے مطابق ایک لمبی مدت تک زندگی نہ گزاری ہو ایسے شخص کو اس راہ کی حقیقت سے کیا آگاہی ہو گی؟

طلب خدا میں شرط اول ترک دنیا ہے۔ طلب دنیا ہر وقت میں مذموم ہے۔ تمام انبیاء و اولیاء دنیا ترک کر چکے ہیں۔ مطلوب کلی کا حصول اور مقصود اصلی تک رسائی کلی طور پر ترک دنیا سے اور ابنائے جنس سے اعراض پر موقوف ہے۔ پس جو کوئی ابھی تک دنیا کو جو مبغوض حق ہے تمام زبانوں میں ناپسندیدہ

اور تمام مذاہب میں مذموم ہے ترک نہ کر سکے اس کو ملک و ملکوت کے اسرار سے کیا کام؟

وہ عالم، زاہد، متقی، صالح، خرقہ پوش اور ذاکر جنہوں نے ان تمام کو اپنے لئے دنیا (کمانے کا) جال بنا رکھا ہے، مخذول (خوار) ہیں نہ کہ (خدائے تعالیٰ کا) مقرب و محبوب۔ ایسا شخص دیکھنے والے کے دل کو تاریک کر دیتا ہے۔ اس کے ساتھ میل جول عظیم نقصان ہے۔ ایسے شخص سے دور رہنا مہمات دین اور راہ یقین کے لوازمات اور بزرگ ترین شرائط میں سے ہیں۔ اس سے دوری قربت حق تعالیٰ کا سبب بنتا ہے۔ اس کے ساتھ دشمنی رکھنا حق تعالیٰ سے محبت کا سبب بنتا ہے۔ اگرچہ وہ شخص زہد، تقویٰ بھلائی، علم اور راست گوئی میں مصروف ہو، بزرگ خاندان والا اور فصیح اللسان ہو اور مناظرے سے تعلق رکھتا ہو ذکر کرنے والا ہو، خوش لہجہ ہو، تمام علوم میں کمایت رکھتا ہو، سلاطین و ملوک اور خاص و عام میں مقبول ہو اور عزت، بزرگی کا مالک اور دولت مند ہو ایسے شخص سے دور رہنا چاہیے کیونکہ دین حق اس رونق و سامان سے بے نیاز ہے۔

ان مباحث کا حاصل یہ ہے کہ جو کوئی تارک دنیا اور متقی نہ ہو خواہ وہ جو کوئی ہو، جو چاہے لباس پہن لے اس کی دوستی سے دور رہنا مصالح دین کے مہمات میں سے ہے۔ کسی ایسے شخص کی صحبت اچھی ہے جس کو دیکھنے سے حق تعالیٰ یاد آئے تاکہ وہ تمہاری توجہ دنیا سے پھیر دے اور تمہیں آخرت کا طالب بنا دے۔

ان مقالات کا فائدہ یہ ہے کہ بندگان خدا کو خدا تک رسائی، کھل کر دیکھنے، مشاہدہ کرنے اور مکالمہ کرنے سے ہوتا ہے نہ کہ وہم و گمان کے ذریعے اور (داتا گنج بخش نے) کشف المحجوب میں یہ حدیث نقل کی ہے کہ بہتر و بہتر موجودات (حضرت محمد) صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

اجیعوا بطونکم و اظماؤا اکبادکم و اعروا اجسادکم لعل قلوبکم یرون اللہ عیانا فی الدنیا

اپنے پیٹ کو بھوکا رکھو، اپنے جگر کو پیاسا رکھو اور جسم کو ننگا رکھو تو شاید تمہارے دل اللہ تعالیٰ کو دنیا میں دیکھ لیں گے۔

اس معنی میں یہ بے چارہ شیخ سالک ناسک موسیٰ بن محلی الصوفی سے ایک حدیث جو انہوں نے رتن رضی اللہ عنہ سے سنی ہے، روایت کرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اخشوا شنوآ و اخشو شنوآ و امشوا احفاۃ عراۃ ترون اللہ جھرۃ

پارسائی کے ساتھ ڈرو، بھن جانے سے ڈرو، اس طرح چلو جس طرح کھلے گڑھے پر (احتیاط کے ساتھ) چلتے ہو تو تم اللہ کو کھلی (آنکھ سے) دیکھ لو گے۔

بندے کی اللہ تعالیٰ تک رسائی کا مطلب یہ ہے کہ کوئی دوسری چیز اور اللہ تک وصول نہ جسم کے طریقے سے ہے نہ عرض سے نہ جوہر کا جوہر سے۔ اللہ تعالیٰ ان سے بہت بلند و برتر ہے۔ یہ کوئی ایسا سر نہیں جسے لکھ سکیں یا کوئی تقریر سے معلوم کر سکے۔ یہ محض اشارہ ہے جو گزر چکا۔ اس کی وجہ ہے کہ درویش حضرات کو جاننا چاہیے کہ اپنے مقصد کو سامنے رکھے۔ ایک دم بھی طلب حق سے غافل نہ رہے۔ اس مقام سے کمتر جو بھی ہے اس کی طرف التفات نہ کرے تاکہ وہ اپنے مقصود کو پہنچ سکے۔

یہ طریقت کے ساتھ خاص اور یہ کرامت اہل طریقت کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو یہ مقام اور یہ منزلت عطا فرمائے یہ دولت و سعادت، شرف و قربت اور عنایت کرامت فرمائے۔ اس سے محروم نہ کرے۔ بحق محمد وآلہ و عترتہ الطاہرین (آمین)

(جاری ہے)

بقیہ - علاؤالدولہ سمنانی

عجیب باتیں دیکھیں اور بہت سے اسرار و رموز مجھ پر منکشف ہوئے۔

میرے پوچھنے پر شرف الدین نے بتایا کہ انہیں یہ طریقہ شیخ عبدالرحمن اسفرائنی نے حجاز مقدس میں سکھایا تھا جن کو یہ ذکر شیخ احمد جوزجانی سے اور انہیں شیخ علی لالا سے ملا تھا۔ ان کے بکثرت مرید ہیں۔ انہوں نے اس ذکر کے فوائد اور اپنے تجربات سے مجھے آگاہ کیا۔ میں حیران ہوا کہ ان کے دو سالہ تجربات اور میرے کل رات کے تجربے میں کوئی فرق نہیں ہے۔ یہ سن کر مجھے شیخ اسفرائنی سے ملنے کا شوق پیدا ہوا۔

(کچھ عرصہ بعد سمنانی اور شیخ عبدالرحمن اسفرائنی کی ملاقات ہوتی ہے اور شیخ اسفرائنی کی تربیت سے آپ روحانیت کے بلند ترین مقام پر فائز ہو جاتے ہیں اور آپ سے کرامات کا صدور بھی ہوتا ہے۔)

(جاری ہے)

فکر و نظر (گزشتہ سے پیوستہ)

فرقہ واریت

جی - ایچ معروفی

تفرقہ بازی کی وجوہات

اسلامی فرقوں میں ذہنی اور فکری ہم آہنگی نہ ہونے کی بے شمار وجوہات ہیں - تاہم موجودہ حالات میں مندرجہ ذیل امور تفرقہ بازی کے فروغ میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔

۱۔ نفسا نفسی اور مفاد پرستی

جب افراد اور جماعتوں میں خدا پرستی کی بجائے شکم پرستی اور ایک دوسرے سے مسابقت کی خواہش خام تقویت حاصل کرتی ہے تو اختلافات کو بھی پھلنے اور پھولنے کا موقع ملتا ہے کیونکہ اگر لوگ ایک عقیدے پر متفق ہو جائیں تو نہ صرف گروہی لیڈروں کو اپنی سیاست چمکانے کا موقع نہیں ملتا بلکہ خود ان جماعتوں اور ان کے نام نہاد رہنماؤں کے وجود کا جواز بھی معدوم ہو جاتا ہے - ظاہر ہے کہ یہ صورت حال انفرادی اور گروہی مفادات کے حق میں چنداں مفید نہیں ہے اس لئے ایسے گروہ اور ان کے رہنما محض اپنی نفسانی اغراض کی تکمیل کی خاطر امت کو ایک پلیٹ فارم پر جمع نہیں ہونے دیتے اور اس مقصد کے حصول کے لئے وہ ہر حربہ اختیار کرتے ہیں یہاں تک کہ گروہی قضیوں کو جہاد فی سبیل اللہ کی شکل دے دی جاتی ہے جس کا نقصان صرف اور صرف دین حق کو ہوتا ہے۔

۲۔ ضد و عناد

بہت سے اختلافات پر اصرار محض باہمی ضد و عناد کے نتیجے میں کیا جاتا ہے حالانکہ قرآن حکیم نے علم کے باوجود باہمی ضد اور عداوت کو "بغیا بینھم" کے الفاظ سے تعبیر کیا ہے - محض ضد اور تنقید برائے تنقید سے ملت اسلامیہ میں انتشار پھیلانا اور اتحاد بین المسلمین کو نقصان پہنچانا ایک مومن مسلمان کا شیوہ نہیں -

۳۔ حسد

دوسروں کی عزت، مرتبے اور شہرت سے جلنا اور پھر اس بنیاد پر خواہ مخواہ اختلافات کا آغاز کرنا غیر اخلاقی فعل ہے - اس روئے زمین پر پہلی نافرمانی اسی جذبہ حسد کی پیداوار ہے یعنی جب ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام سے حسد کیا تو ملعون و معطون ٹھہرا - آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ سوکھی لکڑی کو کھا جاتی ہے - پس جس اختلاف کی بنیاد حسد ہو اس کے انجام کار کا بآسانی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

فرقہ وارانہ تشخص

بدقسمتی سے نام نہاد علمائے دین اور ان کے اندھے مقلدین کے اندھے جوش اعتقاد نے دین اسلام کو جس کے بارے میں ان الدین عنداللہ الاسلام کا مبارک اعلان ہوا تھا، تہتر سے زائد ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا اور ستم بالائے ستم آج اہل اسلام اس عصبیت اور فرقہ بازی پر نادم ہونے کی بجائے اس پر فخر کرتے نظر آتے ہیں اور ہر فرقہ اپنا تشخص برقرار رکھنے اور اسے اجاگر کرنے اور دوسروں سے ممتاز نظر آنے کے جنون میں ہر جائز ناجائز حربہ استعمال کرنے میں مصروف دکھائی دیتا ہے - ایک کے دیکھا دیکھی دوسرا بھی اپنی انفرادیت منوانے کی خاطر نت نئے مذہبی رسومات ایجاد کرنے میں تامل نہیں کرتا - اس خام جذبے کے نتیجے میں ہر فرقے کی مسجد الگ، مدرسہ الگ، وضع قطع منفرد، لباس و حلیہ جداگانہ یہاں تک کہ نعرہ ہائے اصطلاحات دستور اور پرچم بھی مختلف ہیں اور ان ہتھکنڈوں سے

گروہی تشخص کو اجاگر کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور حضور نبی کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک ذاتی اور صفاتی ناموں کے علاوہ اہل بیت عظام اور معروف صحابہ کرام، ائمہ طاہرین، سپہ سالاروں اور تاریخ اسلام کی نمایاں شخصیات میں سے شاید ہی کسی کا نام رہ گیا ہو جس کو کسی جماعت یا سپاہ سے منسوب نہ کیا گیا ہو۔ اس سلسلے میں دینی اداروں میں طلبہ کو اختلافی مسائل سے خوب آشنا کیا جاتا ہے جس کے باعث وہ طلباء فارغ التحصیل ہو کر دین اسلام کی بجائے صرف اور صرف اپنے مخصوص مسلک کے عقائد کا پرچار کرتے ہیں اور دوسرے فرقوں کی خامیوں اور کمزوریوں کو خوب اچھالتے ہیں۔ جس کے جواب میں دوسرا فرقہ بھی اول الذکر فرقے کی خامیوں کو خوب بڑھا چڑھا کر پیش کرتا ہے اور یوں بعض اوقات فرقہ وارانہ تصادم کی نوبت بھی آجاتی ہے۔ اس سلسلے میں معاشرے اور ریاست کی طرف سے تمام مسالک کے علماء اور خطباء کے لئے جو ضابطہ ہائے اخلاق پیش کئے جاتے ہیں ان پر کوئی عمل نہیں کرتا اور اپنے فرقے کا مفاد اسی میں مضمر دیکھتا ہے کہ دوسرے فرقے کے خلاف دل آزار تقاریر اور سب وشتم کا سلسلہ جاری رکھنے کے علاوہ عملی طور پر بھی دست و گریبان ہو جاتے ہیں اس طرح ایک باطل جنگ کی بنیاد پڑ جاتی ہے اور یہ نام نہاد مجاہدین ایک دوسرے کی نمایاں مذہبی شخصیات کو قتل کر کے جنت میں جانے کا فخریہ اعلان کرتے ہیں جبکہ قرآن مجید اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رو سے قاتل سراسر جہنمی ہے نیز ایک انسان کے قتل ناحق کو جملہ انسانیت کے قتل سے تعبیر کیا گیا ہے۔

۵۔ شخصیت پرستی

ہمارا معاشرہ دیگر خامیوں کے علاوہ شخصیت پرستی کے دلدل میں بھی دھنسا ہوا ہے۔ خصوصاً پسماندہ علاقوں میں اس کی جھلک نمایاں نظر آتی ہے۔ ہر شخص اپنے مذہبی راہنما کے قول کو حرف آخر سمجھتا ہے۔ یہ نہیں دیکھا جاتا کہ کیا کہہ رہا ہے بلکہ یہ دیکھا جاتا ہے کہ کون کہہ رہا ہے۔ اسی طرح ایک گروہ کی آئیڈیل شخصیت کے قول کے مقابل اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان بھی آجائے تو اس کی تعمیل میں لیت و لعل سے کام لیا جاتا ہے۔ قرآن کریم نے اس طرز عمل کو یہودیوں کا طرہ قرار دیا ہے کیونکہ انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے علماء اور مشائخ کے طرز عمل کو اپنا رکھا ہے۔

۶۔ تنگ نظری

تنگ نظری وسعت نظر اور وسعت قلبی کی ضد ہے اور اس کے باعث رواداری اور برداشت ختم ہو جاتی ہے۔ اپنے سوا کسی دوسرے فرقے کے نام تک کو برداشت نہیں کیا جاتا۔ جبکہ اللہ کے نزدیک صرف ایک نام "مسلم" ہے باقی ناموں کی کوئی حیثیت نہیں۔ ارشاد خداوندی ہے "یہ نرے نام ہیں جن کو تم نے اور تمہارے آباؤ اجداد نے ٹھہرایا ہے جس کے لئے خدا نے کوئی دلیل نہیں بھیجی۔ یہ تو صرف بے اصل خیالات اور نفسانی خواہشات پر چل رہے ہیں۔"

نسلی، علاقائی اور لسانی تعصب

اسلام نے تعصبات کو مٹایا ہے لیکن نسل پرست اور لسانی تعصبات کے علمبردار مذہبی شخصیات ہندووانہ سوچ کو اپناتے ہوئے معاشرتی زندگی، عائلی معاملات اور دیگر انسانی تعلقات میں نسلی اور لسانی عصبیت کو بنیاد بنا کر لوگوں کے درمیان نفرت کا بیج بوتے ہیں جبکہ قرآن مجید میں خاندان اور قبائل کی تقسیم کو محض باہمی تعارف کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عصبیت کی مذمت میں ارشاد فرمایا ہے کہ جو لوگ عصبیت کی دعوت دیں یا اس کے لئے جنگ وجدل کریں یا اس حالت میں مریں وہ ہم میں سے نہیں۔

۸۔ معاشی مجبوری

بے شمار نام نہاد مذہبی پیشواؤں کا ذریعہ معاش ہی اختلافی مسائل اور ان سے متعلق تحاریر و تقاریر ہیں جس کی خاطر وہ جاہل عوام کے دلوں میں فرقہ واریت اور عصبیت کا بیج بوتے ہیں اور عوام کالانعام ان کی باتوں پر سر تسلیم خم کرنا اپنا مذہبی فریضہ سمجھتے ہیں اور دلچسپ بات یہ ہے کہ انہی علماء کی تقریروں کو عوام زیادہ دلچسپی سے سنتے ہیں اور اختلافی تقاریر کرنے والا خاطر خواہ مادی منفعت بھی حاصل کرتا ہے جس کو دیکھ کر بے

روزگاری کے ہاتھوں تنگ آئے ہوئے تعلیم یافتہ نوجوان بھی پیٹ کا دوزخ بھرنے کے لئے ایسی جماعتوں کے آلہ کار بن جاتے ہیں اور فرقہ ورانہ تعصبات کے فروغ کے لئے کام کرتے ہیں اور قتل وغارت گری سے بھی گریز نہیں کرتے۔ یہ لوگ چند اختلافی مسائل کو رٹ کر ایک جید عالم دین کا روپ دھارتے ہیں اور عوام کو گمراہ کرنا شروع کرتے ہیں جو دینی اتحاد کے لئے سم قاتل ثابت ہوتا ہے۔

۹۔ ناخواندگی

فرقہ واریت کی ایک وجہ ناخواندگی ہے۔ ہمارے ملک کے ستر فیصد عوام ناخواندہ اور دین و مذہب سے نابلد ہیں اور دوسری طرف ایسے افراد امامت اور خطابت کے منصب پر فائز ہیں جو چند رٹی رٹائی اور باعث اختلاف تقاریر کے علاوہ دین کی کچھ سوجھ بوجھ نہیں رکھتے اور بصیرت کی کمی، اسلامی تعلیمات کی اصل روح سے ناآشنائی، سطحی علمیت، محدود معلومات اور بین الاقوامی حالات و واقعات سے عدم واقفیت کے باعث غلط موقف اور غلط مسائل پر اصرار کرتے ہیں اور اس طرح اختلاف کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ عوام ناخواندگی کے باعث صحیح اور غلط کی پہچان سے عاری ہوتے ہیں اس لئے محض سطحی جذباتیت کی بنیاد پر کسی نہ کسی گروہ میں شامل ہو جاتے ہیں۔ نتیجتاً پورا معاشرہ گروہ بندی کی لعنت کا شکار ہو جاتا ہے۔

۱۰۔ خود ساختہ رسوم پر اصرار

ہمارے معاشرے میں خود ساختہ رسوم کو دین کا حصہ سمجھ کر بے شمار بدعات کو اپنانے پر ہٹ دھرمی اختیار کی جاتی ہے اور ایسے رسوم کو کفر و ایمان کا مسئلہ بنا لیا جاتا ہے حالانکہ قرآن کا واضح حکم ہے کہ ایسی بے جا رسوم و روایات کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے "جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے نازل کردہ احکامات کی پیروی کرو تو وہ کہتے ہیں کہ ہم اپنے آباؤ اجداد کے طریقے پر چلیں گے چاہے ان کے آباؤ اجداد احکام الٰہی کا علم نہ رکھتے ہوں اور نہ ہی ہدایت پر ہوں۔"

فرقہ واریت کا سد باب

فرقہ واریت کے دلدل سے نجات کا بہترین راستہ یہ ہے کہ ہم اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکامات کا صدق دل سے اتباع کریں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقے میں نہ پڑو۔" اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ "میں تمہارے درمیان دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں جب تک تم انہیں مضبوطی سے تھامے رکھو گے ہر گز گمراہ نہ ہو گے، کتاب اللہ اور میری اہل بیت اور سنت"

اسلام پر امن بقائے باہمی کو اجتماعی زندگی کی اساس قرار دیتا ہے۔ اس کے نزدیک لوگوں کو اعتقاد کی آزادی کا حق ہے جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے "دین میں کوئی زبردستی نہیں ہے۔" بلکہ یہاں تک تعلیم ہے کہ "معبودان باطلہ کو بھی برا بھلا نہ کہو کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ نا سمجھی میں (جواباً) اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کر بیٹھیں۔" قرآن مجید میں فتنہ و فساد کی پرزور الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے اس سے باز رہنے کا حکم آیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوا ہے۔

الفتنۃ اشد من القتل

فساد قتل سے بھی بڑا جرم ہے۔ اور

ولا تعثوا فی الارض مفسدین

اور اللہ کی زمین میں فساد پھیلانے والے مت بنو۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ دوسروں کے مسلک اور بزرگوں کے بارے میں کچھ کہنے سے قبل تامل کرنا چاہئے کہ کہیں یہ قرآنی احکام سے متصادم تو نہیں ہے۔ محسن انسانیت رحمت اللعالمین حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ "مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ کے شر سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔" لہٰذا اگر زبان اور ہاتھ کو خیر اور سلامتی کا ذریعہ بنایا جائے اور کسی بھی کلمہ گو کی دل آزاری کو خلاف دین و ایمان سمجھا جائے تو فرقہ واریت کا خود بخود خاتمہ ہو جائے گا۔

اسلام اور انبیائے سلف

سید باقر الموسوی تھسگام دراس انڈیا

قرآنی تعلیمات کا لب ولباب یہ ہے کہ ابتدائے آفرینش سے لے کر قیام قیامت تک ایک ہی دین رہے گا اور تمام پیغمبروں نے انسان کو ایک ہی دین کی طرف دعوت دی ہے۔ چنانچہ سورہ شوریٰ میں یوں ارشاد ہوتا ہے۔

شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحاً و الذی اوحینا الیک و ما وصینا بہ ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ

"اس نے تمہارے لئے دین کا وہی طریقہ مقرر کیا ہے جس کا حکم اس نے نوح کو دیا تھا اور جسے (اے محمدؐ) اب تمہاری طرف ہم نے وحی کے ذریعے بھیجا ہے اور جس کی ہدایت ہم ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ کو دے چکے ہیں۔"

قرآن نے اس دین واحد کو ہر جگہ اسلام ہی کے نام سے یاد کیا ہے جس کی طرف آدمؑ سے لے کر خاتم تک تمام انبیاء نے دعوت دی ہے۔

البتہ پیغمبروں کی لائی ہوئی شریعتوں میں باہم کچھ اختلاف ضرور رہا ہے چنانچہ قرآن نے جہاں تمام انبیاء کے دین کو ایک دین واحد قرار دیا ہے وہاں بعض مسائل میں شریعتوں اور قوانین میں اختلاف کو تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ سورہ مائدہ میں ارشاد ہے۔

لکل جعلنا منکم شرعۃ و منھاجا

ہم نے تو تم میں سے ہر ایک کے لئے ایک شریعت اور راہ عمل مقرر کی ہے۔

انبیاء علیہم السلام نے جن فکری اور علمی اصولوں کو اپنایا ہے اور جن کی دعوت دی ہے وہ بلا اختلاف ایک ہی ہیں۔ شریعتوں اور قوانین کے جزئی اختلاف سے اس جوہر اور ماہیت پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے جسے قرآنی اصطلاح میں "اسلام" سے تعبیر کیا گیا ہے۔ پیغمبروں کی آسمانی کتابوں کی تعلیمات کا فرق اور اختلاف ان مکاتب فکر و خیال کے باہمی اختلاف کی طرح نہیں ہے جو فلسفہ، سیاست، اجتماعیات اور اقتصادیات سے تعلق رکھتے ہیں اور متضاد افکار کے حامل ہوتے ہیں بلکہ تمام انبیاء ایک ہی مکتب فکر سے تعلق رکھتے ہیں اور سب کی بنیادی تعلیم ایک رہی ہے۔

توحید وہ پہلا سنگ بنیاد ہے جسے تمام انبیاء علیہم السلام دین کی عمارت میں نصب کرنے میں مصروف رہے ہیں۔ لیکن یہی توحید بذات خود درجات اور مراتب رکھتا ہے۔ عام آدمی خدائے واحد کا جو تصور رکھتا ہے وہ ایک عارف کے قلب میں پیدا ہونے والی تجلی کی طرح نہیں ہے۔ اور حد تو یہ ہے کہ خود عارفوں کے بھی مختلف درجات ہیں۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ "اگر ابوذر جو کچھ سلمانؓ کے دل میں تھا اس سے واقف ہو جاتے تو ان کے بارے میں کفر کا گمان کرنے لگتے اور انہیں قتل کرنے کا فتویٰ دیتے۔"

(جاری ہے)

قارئین کے خطوط

نوائے صوفیہ شمارہ ۲۹ پڑھا تو یوں لگا جیسے یہ رسالہ پچاس سال سے نکل رہا ہے۔ آیئے ہم آپ مل کر اس کی گولڈن جوبلی منائیں۔ کاش یہ رسالہ واقعی پچھلے پچاس سال سے شائع ہو رہا ہوتا تو آج حالات مختلف ہوتے اور ہمیں وہ نقصان نہ پہنچتا جو نشرواشاعت کے فقدان کی وجہ سے ہوا ہے۔ اہل تصوف کے لئے یہ جریدہ ایک بیش بہا سوغات ہے۔ تمام دنیا کے اہل نوربخشیہ کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کے لئے اس رسالے نے فقید المثال کارنامہ سرانجام دیا ہے۔

علی حسین شگری کراچی

نوائے صوفیہ جیسے ایمان افروز رسالے کو آج تک خط نہ لکھ سکا تھا معذرت خواہ ہوں حالانکہ میں نوائے صوفیہ کا مستقل قاری ہوں۔ سالانہ چندہ ارسال خدمت ہے ملنے پر اطلاع دیں۔ جامع مسجد تھسگام کی تصویر دیکھ کر دل باغ باغ ہو گیا۔ مفتی عبداللہ صاحب کی دینی خدمات سنہرے حروف سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔

سپاہی کھرک اعجاز حسین

احیائے تصوف

ٹی۔اے خان

ذیل میں ہم نیپال سے شائع ہونے والے بین الاقوامی جریدے THE SOUTH ASIAN MAGAZINE کے ایک مضمون SUFI REVIVAL کا ترجمہ و تلخیص پیش کر رہے ہیں جسے نوائے صوفیہ کے ایک قاری غلام حسن صاحب نے ہمیں ارسال کیا۔ اس مضمون میں بلتستان میں احیائے تصوف کی تحریک کا ذکر خصوصیت سے کیا گیا ہے۔

بلتستان کا اسلامی ورثہ ایران کے مشہور صوفی بزرگ شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ہے۔ باور کیا جاتا ہے کہ شاہ ہمدان ۱۳۷۲ میں سری نگر تشریف لائے اور کشمیر اور بلتستان دونوں میں تصوف کو متعارف کروایا۔ سری نگر میں ان کی مشہور خانقاہ اسلامی تعمیرات میں قدیم ترین مانی جاتی ہے۔

نوربخشیہ ایک نسبتی نام ہے جو شاہ ہمدان شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خلیفہ سید محمد نوربخش (۱۳۹۳ تا ۱۴۶۵) سے منسوب ہے۔ وہ ایک صوفیانہ انقلاب کے بانی تھے جنہیں تصوف کا پرچار کرنے کی پاداش میں کئی بار ایران سے جلاوطن کیا گیا۔ سید محمد نوربخش کی یہ تحریک جغرافیائی حالات کے باعث قراقرم کے دور افتادہ پہاڑوں میں اپنی اصل حالت میں محفوظ رہی۔

جہاں بہت سے مؤرخین کو اس بات کو تسلیم کرنے میں تامل ہے کہ شاہ ہمدانؒ اور شاہ نوربخشؒ واقعی بلتستان تشریف لائے تھے لیکن اکثر اس بات پر متفق نظر آتے ہیں کہ ایک صوفی بزرگ شاہ شمس الدین عراقیؒ (متوفی ۱۵۲۶) نے چودھویں صدی میں اس صوفیانہ تحریک کا شگر، کریس اور خپلو کے علاقوں میں کامیابی سے پرچار کیا۔ سترھویں صدی کے اختتام تک پورے بلتستان نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ نوربخشیت نے جس کا تمام تر زور رواداری، عشق حقیقی اور رضا و قرب الٰہی پر تھا آسانی کے ساتھ تبتی بدھ مت کی جگہ لے لی۔

ایک نوربخشی راہنما سید علی کے بقول جب صوفیوں نے چقچن کی قدیم ترین خانقاہ بنائی تو اسے بدھوں کے مندر کے اوپر تعمیر کیا گیا۔ کیونکہ بدھ لاما نے رخصت ہوتے ہوئے التجا کی تھا کہ اس مندر کو منہدم کرکے اس کے تقدس کو مجروح نہ کیا جائے چنانچہ یہ مندر آج بھی صحیح و سالم خانقاہ چقچن کے نیچے مدفون ہے۔ قیاس کیا جاتا ہے کہ ایک مورتی محراب کی تہہ میں موجود ہے۔

سترھویں صدی میں بلتستان مغلوں کے ظلم و ستم سے گھبرا کر راہ فرار اختیار کرنے والے شیعہ واعظین کے لئے ایک جنت کی حیثیت اختیار کر گیا۔ انہوں نے سکردو اور شگر میں اپنی بنیاد مضبوط بنانے کے بعد صوفیانہ ذکر و فکر کی حوصلہ شکنی شروع کر دی اور پردے کے نظام پر زور دیا۔ شیعہ آج بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ نوربخشیہ ان کا ہی ایک حصہ ہے اور دلیل پیش کرتے ہیں کہ صوفیانہ سلسلے علیحدہ فرقے نہیں ہیں اور یہ کہ یہ سلسلے شیعہ اور سنی مکاتب فکر دونوں میں موجود ہیں۔ لیکن نوربخشی اس دعوے کی پرزور تردید کرتے ہیں اور اس حقیقت پر زور دیتے ہیں کہ صدیوں کی تبلیغ نے نوربخشی آبادی کو شیعہ بنا دیا ہے۔

بلتستان میں شیعہ اور نوربخشیہ کی واضح تقسیم کے باوجود دونوں گروہ امن و آشتی کے ساتھ گزر بسر کر رہے تھے لیکن ۱۹۸۶ء میں خانقاہ چقچن کی ملکیت کے تنازعے پر دونوں گروہ ایک دوسرے سے الجھ پڑے۔ اس واقعے کے بعد سے نوربخشیوں کی روایتی رواداری اور برداشت میں کچھ کمی کا احساس ہونے لگا ہے۔

خپلو میں جہاں آبادی کا نوے فیصد حصہ نوربخشیوں پر مشتمل ہے اعتکاف نفسی اور محفل ذکر و فکر جیسی صوفیانہ روایات نے پھر عروج حاصل کیا ہے۔ گزشتہ سال ایک ہزار سے زائد نوربخشی نوجوانوں نے اعتکاف نفسی اختیار کی۔ اس سلسلے

بقیہ صفحہ [illegible] پر

بقیہ۔ قارئین کے خطوط

صوفیہ نور بخشیہ کے امتیازی نام میں بعض لوگ پیوند کاری کر کے ملت نور بخشیہ میں بے چینی پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ عوام کو ایسے عناصر سے ہوشیار رہنا چاہیے۔



محمد خان شگری د



جوہر علی شگری



ماسٹر شکور علی صاحب نمائندہ نوائے صوفیہ خپلو جنہوں نے نوائے صوفیہ کی اپیل پر مبلغ ایک ہزار روپیہ عطیہ بھیجا۔



محمد جابر صاحب نمائندہ نوائے صوفیہ کویت جنہوں نے نوائے صوفیہ کی اپیل پر وہاں کے مستقل خریداروں سے جمع کر کے مبلغ ۲،۱۵۳ روپے ارسال کئے۔

نئے سال کا چندہ جمع کر دیا ہے اور کوئی سابقہ چندہ واجب الادا نہیں ہے۔ ادارہ سے مجھے شکایت ہے کہ بندہ نے چند نعتیں برائے اشاعت بھیجی تھیں مگر شائع نہیں ہوئیں۔ ایک قصیدہ دستی ارسال کیا تھا۔ اس خط کے ساتھ بھی ایک نظم بعنوان "اے ماہ رمضان الوداع" ارسال ہے۔ شائع نہ ہونے کی صورت میں بندہ آپ سے بیزار ہو جائے گا۔

محمد حنیف مدرس خپلو

(جواب۔ گرامی قدر جناب حنیف صاحب۔ آپ کی ارسال کردہ نظم ۔ آپ اگر اپنی نظموں پر نظرثانی کر کے ارسال کریں ضرور شائع کی جائیں گی، حوصلہ ہارنے کی کوئی ضرورت نہیں۔)

یوں تو نوائے صوفیہ کے تمام شمارے اور مضامین لاجواب ہیں۔ پچھلے شمارے میں قبلہ مفتی عبداللہ صاحب کا انٹرویو بہت شاندار تھا بہت پسند آیا۔

سپاہی احمد علی براہوی

ہم ملک کے دور دراز علاقوں میں خصوصاً محاذوں پر رہتے ہوئے اس بات کا شدت سے احساس کرتے ہیں کہ کچھ شرپسند لوگ مذہب حقہ میں انارکی پھیلانے میں مصروف ہیں انہیں خدا کا خوف کرنا چاہیے۔

سپاہی غلام محمد کندوس

میرا پوسٹل ایڈریس تبدیل ہو گیا ہے نوٹ کر لیں۔ میں نوائے صوفیہ کا مستقل خریدار ہوں۔ ایک عدد سوال ارسال ہے جواب سے نوازیں۔

محمد حسین قادری خپلو

نوائے صوفیہ کی بین الاقوامی شہرت پر جملہ اراکین نوائے صوفیہ مبارکباد قبول فرمائیں۔ نوائے صوفیہ کے گزشتہ تمام شمارے میرے پاس محفوظ ہیں جنہیں میں قیمتی اثاثہ سمجھتا ہوں۔ مذہب حقہ پر اندرونی اور بیرونی یلغار کا مقابلہ نوائے صوفیہ جس جانفشانی سے کر رہا ہے وہ واقعی قابل تحسین ہے۔ سالانہ چندہ ارسال خدمت ہے۔

محمد یوسف ثاقب کراچی

کمپیوٹر پروگرام کی اقسام

محمد یعقوب براہوی جی - سی - ایس

سائنس اور ٹیکنالوجی کے اس دور میں ہر ذی علم کمپیوٹر کی اہمیت اور افادیت سے بخوبی واقف ہے۔ آج کل زندگی کے ہر شعبے میں کمپیوٹر کا استعمال عام ہو گیا ہے۔ کمپیوٹر سائنس کی روز افزوں ترقی کی بدولت اب کمپیوٹر کے پروگرام یا سافٹ ویر مختلف اقسام میں تقسیم ہو چکے ہیں۔ ذیل میں ہم کمپیوٹر پروگرام یا سافٹ ویر کی چند کیٹگریز کا مختصر تعارف پیش کرتے ہیں۔

آپریٹنگ سسٹم سافٹ ویر

اس کیٹگری کے تمام پروگرام کمپیوٹر کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آپریٹنگ سسٹم پروگرام کمپیوٹر مشین کو چلاتا ہے اور یہ پروگرام کمپیوٹر کے اندر موجود تمام ہارڈویر اور اس میں موجود باقی پروگرام یا سافٹ ویر کی نگرانی کرتا ہے۔ کمپیوٹر میں موجود ہارڈویر اور باقی پروگرام کے درمیان رابطہ رکھنا آپریٹنگ سسٹم کی ذمہ داری ہے اس لئے ہر کمپیوٹر میں ایک آپریٹنگ سسٹم کا ہونا بے حد ضروری ہے۔ اس پروگرام کے بغیر باقی پروگرام کوئی کام نہیں کر سکتے۔

آپریٹنگ سسٹم سافٹ ویر دو قسم کے ہوتے ہیں۔

۱۔ سنگل آپریٹنگ سسٹم سافٹ ویر

۲۔ ملٹی پل آپریٹنگ سسٹم سافٹ ویر

دونوں آپریٹنگ سسٹم میں استعمال ہونے والے پروگراموں کے نام یہ ہیں۔

MSDOS

WINDOWS 98

WINDOWS 2000 SERVER

WINDOWS 2000 WARK STATION

NOVEL

UNIX

ورڈ پروسیسنگ پیکیج

اس کیٹگری کے تمام پروگرام عام طور پر لیزر ٹائپنگ، بک کمپوزنگ وغیرہ کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس پروگرام میں چھوٹے لیول کے گرافک ڈیزائن بھی کر سکتے ہیں اس وقت ورڈ پروسیسنگ کے بہت سے پروگرام مارکیٹ میں دستیاب ہیں لیکن مقبول ترین درج ذیل ہیں۔

MSWORD 97

WORDPERFECT

ڈیٹا بیس ڈویلپنگ سافٹ ویر

کسی بھی چھوٹے یا بڑے آرگنائزیشن کے آفس ریکارڈ ملازمین کا کے ریکارڈ اور حساب کتاب کی بہتری کے لئے اس کیٹگری کے پروگرام استعمال ہوتے ہیں۔ اب تک متعارف ہونے والے جدید ڈیٹا بیس پروگرام درج ذیل ہیں۔

VISUAL FOXPRO 5

MS ACCESS 97

ORACLE 8

سپریڈ شیٹ اور ورک شیٹ سافٹ ویر

اس کیٹگری کے تمام سافٹ ویر صرف اکاؤنٹنگ کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ کسی بھی ادارے کے ملازمین کی تنخواہ، سالانہ رپورٹ، روزانہ رپورٹ وغیرہ اس کیٹگری کے پروگرام میں بناتے ہیں۔ آج کل کے جدید ترین سپریڈ شیٹ پروگراموں میں MS EXCEL 97 اور MS WORKS مشہور ہیں

میڈیا کمرشل سافٹ ویر

ٹیلی ویژن کمرشل اور مووی کمرشل وغیرہ اس کیٹگری کے پروگراموں میں تیار کرتے ہیں۔ آج کل میڈیا کمرشل کے بہت سے سافٹ ویر مارکیٹ میں دستیاب ہیں۔ لیکن 3D MAX اور 3D STUDIO بہت مقبول ہیں۔

ویب سائٹ ڈویلپمنٹ سافٹ ویر

انٹرنیٹ کے اشتہارات اور کئی قسم کے ویب پیج اس کیٹگری کے پروگراموں میں تیار کرتے ہیں۔ ویب پیج بنانے میں درج ذیل پروگرام تیار ہوتے ہیں۔

FRONT PAGE 98

DYNAMIC NTML

VISUAL JAVA

JAVA SCRIPT

کمپیوٹر نیٹ ورک

ایک سے زیادہ کمپیوٹر کے درمیان آپس میں تار یا بغیر تار کے ذریعے ہونے والے رابطے کو نیٹ ورک کہتے ہیں۔ نیٹ ورک تین قسم کے ہوتے ہیں۔

۱۔ لوکل ایریا نیٹ ورک
۲۔ میٹروپولیٹن نیٹ ورک
۳۔ وائڈ ایریا نیٹ ورک

ان تین نیٹ ورک میں درج ذیل سافٹ ویر استعمال ہوتے ہیں

NOVEL

UNIX

XINIX

WINDOWS 2000 SERVER

گرافک ڈیزائن سافٹ ویر

اس کیٹگری کے پروگرام میں ہر قسم کی گرافک ڈیزائننگ کی جاتی ہے۔ آج کل کمپیوٹر گرافک کی بڑی مانگ ہے اس وقت مارکیٹ میں اس کیٹگری کے بہت سے سافٹ ویر دستیاب ہیں لیکن درج ذیل پروگرام بہت زیادہ کارآمد ہیں۔

ADOBE PHOTO SHOP 5.0

COREL DRAW 8

FREEHAND 8

XRES

COREL PHOTOPAINT 8

AUTOCAD 14

سافٹ ویر ڈویلپمنٹ

کمپیوٹر کی یہ کیٹگری باقی تمام کی نسبت بہت اہم اور مشکل ہے۔ اس کیٹگری میں کمپیوٹر پروگرام بناتے ہیں۔ اس کیٹگری میں استعمال ہونے والے چند سافٹ ویر کے نام یہ ہیں۔

VISUAL C++

VISUAL BASIC 5

VISUAL JAVA

ASSEMBLY LANGUAGE



محمد یعقوب براہوی گلبرگ لاہور

آپ کے مسائل اور ان کا حل

ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

اس عنوان کے تحت ادارے کو موصول ہونے والے مفید سوالات کے جوابات شائع کئے جاتے ہیں۔ اس شمارے کے لئے جن سوالات کا انتخاب کیا گیا ہے ان کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

سوالات

سوال نمبر ۱۔ طبی ضرورت کے تحت اگر کوئی مرد کسی عورت کو اپنا خون دے دے تو کیا وہ مرد اس عورت کا محرم بن جاتا ہے جس کو خون دیا گیا ہے؟

سوال نمبر ۲۔ بغرض علاج کسی کو اپنا خون دینے کے لئے اولاد کو والدین کی اجازت ضروری ہے؟

سوال نمبر ۳۔ غیر مسلم ممالک میں کام کرنے والے مسلمان کارکنوں کو وہاں کے حالات کے مطابق حرام چیزیں بھی کھانا پڑتی ہیں۔ اس کا کیا حکم ہے؟

سائل مظاہر علی ولشاد نیشنل کالج کراچی

سوال نمبر ۴۔ خاوند کے انتقال کر جانے کے بعد اگر بیوہ اپنے دیور کے عقد زوجیت میں منسلک ہونا چاہئے تو کیا حکم ہے؟

سوال نمبر ۵۔ ناجائز جنسی رابطہ کے نتیجے میں ناجائز بچے کے جنم کے بعد ناجائز رابطہ کرنے والا اس کو اپنے نکاح میں بھی لانا چاہے تو کیا کرنا چاہئے؟

سوال نمبر ۶۔ ناجائز رابطہ والی کو نکاح میں لانے کے بعد طلاق دی جائے تو کیا وہ دیور کے ساتھ شادی رچا سکتی ہے؟

سائل منیر عباس شاکر سکساوی
ڈگری کالج سکردو

سوال نمبر ۷۔ گائے کی قربانی میں سات آدمیوں کی شرکت اور اونٹ کی قربانی میں ستر آدمیوں کی شرکت کیسی ہے؟
سائل عبدالعلیم عرف جراک اللہ یوچنگ والے

جوابات

جواب نمبر ۱۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم
ایسا کرنا محتاج اور لاچار مریضوں کو فراہم کی جانے والی مالی امداد کے زمرے میں آتا ہے اس سے آدمی کسی کا محرم نہیں بن جائے گا دودھ پلانے والے معاملے کو اس پر قیاس کرنا درست نہیں ہے بلکہ یہ ایک کار ثواب ہے۔

جواب نمبر ۲۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم
نابالغ اولاد کے لئے والدین کی اجازت درکار ہوگی۔ جوان اور بالغ نیز عقلمند اولاد کے لئے اس کار خیر میں حصہ لینے کے لئے والدین کی اجازت شرعاً درکار نہیں ہوگی۔

جواب نمبر ۳۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم
غیر مسلم ممالک میں حلال چیزیں بھی دستیاب ہوتی ہیں لہذا مسلمان کارکنوں کے لئے حرام چیزوں سے بچنا کوئی ناممکن کام نہیں ہے۔ وہ حلال چیزیں خرید کر کھائیں اور حرام چیزوں سے اجتناب کریں۔

جواب نمبر ۴۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم
ایسی حالت میں بیوہ عدت وفات یعنی چار ماہ دس دن کا عرصہ گزار

کر دیور کے ساتھ شادی رچائے ایسا کرنا شرعاً درست ہے۔

جواب نمبر ۵۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

کسی کے ساتھ ناجائز جنسی تعلق استوار کرنے والا بدکار اگر بدکاری والی کو اپنی بیوی بنانا چاہے تو دونوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ نکاح خوانی سے پہلے توبہ کرے۔ توبہ کرنے کے بعد نکاح خوانی کا مرحلہ طے کیا جائے گا۔ توبہ کے بغیر ان کا آپس میں نکاح جائز نہیں ہے۔ اگر ناجائز رابطے کے نتیجے میں کوئی بچہ جنم لے تو بچہ بدکار ہی کا ناجائز بچہ قرار پائے گا۔ اس کی کفالت وغیرہ کا بدکار خود ذمہ دار ہوگا۔ اگر دونوں بدکار توبہ کئے بغیر شادی رچا چکے ہوں تو شرعاً یہ صحیح شادی قرار نہیں پائے گی۔ وہ دونوں عنداللہ بدکاری کے مرتکب قرار پائیں گے۔ لہذا ایسے بدکار حضرات کے لئے ضروری ہے کہ وہ حقیقت کو چھپائے بغیر اخروی کامرانی کی خاطر پہلے توبہ گزاروں میں شامل ہوں پھر شادی رچانے کی کوشش کریں۔

جواب نمبر ۶۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

ناجائز رابطہ والی کے ساتھ شرعاً درست طریقے سے شادی رچانے کے بعد اگر طلاق دی جائے تو عدت گزر جانے کے بعد وہ اپنے دیور کے ساتھ شادی رچا سکتی ہے۔ اگر بالفرض دونوں بدکاروں کا آپس کا نکاح ہی شرعاً صحیح نہ ہوا ہو تو طلاق کا ڈرامہ ہی لغو ٹھہرے گا۔ تاہم یہ صورت حال دونوں بدکاروں اور اللہ کے مابین مسئلہ ہے۔ وہ اصل حقیقت کو چھپائے بغیر اگر سچ بولنے کو ترجیح دیں گے تو معاملہ شرعاً آسان ہو جائے گا۔

جواب نمبر ۷۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجموعہ شریعت محمدیہ یعنی فقہ احوط میں اس کا کوئی تذکرہ نہیں ہے خوب آگاہ رہے کہ قربانی کا جانور ذبح کرنا شریعت محمدیہ کی رو سے حج تمتع بجالانے والے پر واجب ہے۔ اگر وہ قربانی کا جانور نہ پا سکے تو اس قربانی کے عوض اس کے ذمہ دس دنوں کے روزے واجب ہیں۔ تین دن کے روزے وہ مکہ ہی میں قیام کے دوران رکھیں گے اور باقی سات دن کے روزے واپس آکر اپنے گھر میں رکھیں گے۔ باقی لوگوں کے حق میں قربانی مسنون ہے۔ اسلام کے ابتدائی ایام میں اقتصادی زبوں حالی کی بنا پر زیادہ سے زیادہ سات آدمیوں کی شرکت ایک گائے کی قربانی میں ہوا کرتی تھی اور زیادہ سے زیادہ ستر آدمیوں کی شرکت ایک اونٹ کی قربانی میں ہوا کرتی تھی۔ اس وقت سے لے کر تا حال بہت سے مقامات پر اسی کا تواتر عملی چلا آتا ہے۔ کم تعداد والوں کی عدم استطاعت کی صورت میں یہ طریقہ چلا آتا ہے۔ اگر مذکورہ تعداد سے کم تعداد میں لوگ گائے اور اونٹ کی قربانی کر سکتے ہوں تو مذکورہ تعداد کوئی ضروری نہیں۔

امید ہے کہ محترم مظاہر علی دلشاد شگری، محترم منیر عباس شاکر اور محترم عبدالحلیم صاحبان اپنے اپنے سوالات کے جوابات سے مطمئن ہو سکیں گے۔

بقیہ۔ قارئین کے خطوط

گزشتہ شمارے میں ایک دل جلے کی بیمار ذہنیت کا اظہار نظروں سے گزرا۔ پڑھ کر افسوس ہوا۔ نوائے صوفیہ کو بند کرنے کا خواب دیکھنے والے کو کسی روحانی حکیم سے اپنا علاج کرانا چاہئے۔ آئندہ ایسے خطوط شائع کرنے سے گریز کریں۔

ملک غلام محمد زاہد کراچی

شمارہ نمبر ۴۵ میں ذاکر نامی شخص کا خط پڑھ کر افسوس ہوا ادارے کو ایسے خطوط شائع نہیں کرنے چاہئیں۔ رسالے کی بندش کا مطالبہ دین دشمنی ہے۔

خادم حسین نوری کراچی

نوائے صوفیہ سے اندرون ملک اور بیرون ملک مذہب حقہ کی خوب تشہیر ہوئی ورنہ ایک زمانے میں "ہم ایک ہیں" اور "کوئی فرق نہیں" جیسے نعروں کے ذریعے اس مسلک کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا گیا ہے۔ ہم اس جریدہ کی ترقی کے لئے دعا گو ہیں۔

اشرف حسین آزاد کشمیر یونیورسٹی
مظفرآباد

اگست سے جنوری ۱۹۹۹ تک رسالہ نہیں ملا ہے اس کے باوجود چندہ ارسال کر رہا ہوں گلگتی جیسے دور افتادہ اور پسماندہ جگہ کا خاص خیال رکھیں کیونکہ بلند و بالا پہاڑوں میں نوائے صوفیہ کی قدر و قیمت بہت بڑھ جاتی ہے۔

فدا حسین ارمان خپلوی

(جواب۔ رسالہ آپ کے دیئے ہوئے ایڈریس پر مسلسل بھیجا جا رہا ہے نہ ملنے کی وجہ معلوم نہیں۔ مقامی ڈاکخانے سے استفسار کیجئے۔)

دنیائے تصوف کی خبریں

جی۔ایچ معروفی

اظہار حقیقت

نوائے صوفیہ کا شمارہ نمبر ۴۳ پڑھنا نصیب ہوا جس میں تمام مضامین قابل تعریف تھے۔شاہد حسین کا مضمون بو اعلیٰ کے ملفوظات بہت پسند آیا۔اس کے علاوہ اسلام میں تصوف کی اہمیت اور شیخ علاؤالدولہ سمنانی بھی قابل تعریف مضامین ہیں۔میری دعا ہے کہ یہ ماہنامہ مہر درخشان کی طرح ترقی کے افق پر چمکتا رہے۔

انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ ایک قاری نے نوائے صوفیہ پر بے بنیاد الزام لگا کر ادارہ کو بدنام کرنے کی کوشش کی ہے۔ہم تو حیرت سے انگشت بدندان رہ گئے۔اس قاری کے خط میں بے بنیاد قیاس آرائی اور ایڈیٹر پر مسجد کا نام اپنی طرف سے لکھنے کی الزام تراشی انتہائی افسوس ناک ہے حالانکہ شمارہ ۴۴ کے سرورق پر جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ تھسکام دراس کی تصویر فوٹو گرافی ہے اور اس میں وہی الفاظ درج ہیں جو مسجد کے اوپر لکھے ہوئے ہیں۔اس میں کسی قسم کی خود ساختگی یا ترمیم کی بات ہی نہیں ہے۔یہاں سے جس شخص نے مسجد کی تصویر ادارہ تک پہنچائی ہے ہم اس کی کوشش کی داد دیتے ہیں۔ذاکر نامی شخص کا خط سراسر الزام تراشی پر مبنی ہے۔اہل نوربخشیہ لداخ کے خیال میں یہ واحد رسالہ ہے جو ادبی خدمات کے ذریعے دینی تعلیم اور معلومات کو عام انسانوں پہنچانے کا ضامن ہے۔یاد رہے کہ کرگل انڈیا میں ایسی بہت سی مساجد اور مکاتب موجود ہیں۔آج بہت سی جدید مساجد بھی تعمیر کی گئی ہیں۔

ایسے خط لکھنے والوں سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ بے جا تنقید نہ کریں۔اگر انہیں رسالہ پسند نہ ہو تو خود نہ پڑھیں لیکن اسے بند کرنے کی کوشش یا اس کے خلاف لب کشائی نہ کریں۔نوائے صوفیہ عالمی سطح پر ملت نوربخشیہ کی حقیقی مشعل راہ کی حیثیت سے اپنی منزل مقصود کی جانب رواں دواں ہے۔یہ ہم سب کے دلوں کی آواز ہے۔ہماری دعا ہے کہ یہ جریدہ عالم اسلام میں اتحاد بین المسلمین کا علمبردار بنے۔بے علم لوگوں کے لئے مدیر نوائے صوفیہ علامہ محمد بشیر صاحب کی رہنمائی انتہائی مفید ثابت ہو رہی ہے۔ہمیں ادارہ کی مالی مشکلات کا اندازہ ہے۔ہم سب کی جانب سے قارئین نوائے صوفیہ سے اپیل ہے کہ وہ ادارہ کے ساتھ ہر قسم کے تعاون سے گریز نہ کریں کیونکہ یہ جریدہ وقت کی اہم ضرورت ہے جسے جاری رکھنا ملت نوربخشیہ کے عین مفاد میں ہے۔اگر یہ رسالہ بند ہونے کی نوبت آجائے تو ہماری امید ناامیدی میں بدل جائے گی۔سالانہ چندہ ارسال ہے۔

(جواب۔ارسال کردہ چندہ موصول ہو گیا ہے۔بہت بہت شکریہ۔)



سید باقر الموسوی
خطیب جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ
دراس کرگل

ٹوکوچوکیال میں نوائے صوفیہ کی مقبولیت

ماسٹر حشمت اللہ صاحب کی کوششوں سے نوائے صوفیہ

ٹوکوچوکیال میں ہر کسی کو پڑھنا نصیب ہو رہا ہے جس کی وجہ سے یہاں کے نوربخشیوں میں نئی روح پیدا ہو گئی ہے۔ جب سے رسالہ آنا شروع ہوا ہے علماء کی کمی کا احساس کم ہوا ہے۔ ماضی میں اس علاقہ میں علماء اور کتابوں کی کمی کی وجہ سے اکثریت اقلیت میں تبدیل ہو گئی۔ تاہم اب بھی کھربوہ سے ہندراس تک ۵۰۰ نوربخشی گھرانے موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے جناب علامہ محمد بشیر صاحب اور مولوی حمزہ علی مرحوم کی کتابوں کی بدولت پوری آبادی تبدیلی مسلک سے بچ گئی ہے۔ آج کل سکول کے بچوں کو بھی نوائے صوفیہ پڑھنے کا موقع مل رہا ہے۔ انشاء اللہ لداخ میں بھی نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن بنانے کا پروگرام ہے۔ ٹوکوچوکیال کے اہل نوربخشیہ رسالہ کی ترقی کے لئے ہمہ وقت دعاگو ہیں۔



محمد حسین حبیب
ٹوکوچوکیال لداخ کرگل

لداخ کے نوربخشی علاقوں میں کاشف الحق کی بازگشت

فرقہ واریت کو فروغ دینے اور اہل نوربخشیہ میں پھوٹ ڈالنے کی غرض سے ایران سے سید عباس کریمی فرزند سید علی کریمی مرحوم نے گزشتہ عشرے میں ایک شرانگیز کتاب کاشف الحق غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نوربخش قہستانی نور اللہ مرقدہ کے مبارک نام سے غلط طور پر منسوب کر کے متعارف کرانے کی کوشش کی تھی جسے جملہ اہل نوربخشیہ نے یک قلم مسترد کر دیا تھا جبکہ عرصہ پندرہ سال قبل نوائے صوفیہ میں اس کتاب کی حقیقت کو طشت از بام کرتے ہوئے۔ ایک بے لوث عامل فضولی کے عنوان سے مدیر نوائے صوفیہ جناب علامہ محمد بشیر نے غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نوربخش قہستانی نور اللہ مرقدہ پر لگائے جانے والے سید عباس کریمی کے الزامات کا دندان شکن جواب شائع کیا تھا۔ رائے عامہ کو ناموافق دیکھ کر مؤلف کو یہ کتاب مارکیٹ میں لانے کی جرأت نہ ہو سکی کیونکہ اللہ کے فضل و کرم سے ملت نوربخشیہ اب بیدار ہو چکی تھی اور اس طرح کے رخنہ اندازوں اور ترمیم پسندوں کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت حاصل کر چکی تھی۔ اب انہوں نے اہل لداخ کی مذہبی بیداری اور شعور سے گھبرا کر گزشتہ دنوں میں کاشف الحق اور جعلی فقہ احوط کو لداخ کے اہل نوربخشیہ میں مقبول بنانے کی سعی ناکام کا آغاز کر دیا ہے۔ لیکن

ابوالعرفان علامہ محمد بشیر اور دیگر علمائے نوربخشیہ کے عام فہم ترجموں اور تصنیفات کے باعث اہل نوربخشیہ کے لئے اب کھوٹے کھرے کی تمیز کرنا چنداں مشکل نہیں رہا ہے۔ ہم لداخ کی نوربخشی برادری سے خصوصی اپیل کرتے ہیں کہ وہ ایسے عناصر کی سازشوں سے ہوشیار رہیں کیونکہ یہ دونوں کتابیں محض نوربخشیوں کو گمراہ کرنے اور سادہ لوح نوربخشیوں کو دین سے بیگانہ کرنے کے لئے لکھی گئی ہیں۔

حشمت اللہ راجہ دراس کرگل

علامہ محمد بشیر سے اپیل

اہل نوربخشیہ لداخ کو فی الوقت نوربخشی تفسیر قرآن کی اشد ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں اہل لداخ جناب علامہ صاحب سے بار بار استدعا کر چکے ہیں کہ اس کام کو جلد پایہ تکمیل تک پہنچائیں مگر تاحال پیش رفت کا علم نہیں ہو سکا ہے لہذا اہل نوربخشیہ لداخ جناب علامہ صاحب سے اپنے وعدے کی جلد تکمیل کی اپیل کرتے ہیں۔

حشمت اللہ راجہ کرگل

مقام غور

بعض مفاد پرست عناصر ایک غیر مقامی تنظیم سے مل کر نور بخشی مسلک کی قدیم اور بابرکت خانقاہوں اور مساجد کو مسمار کر کے ان کی جگہ جدید عبادت گاہیں بنا رہے ہیں ۔ یہ رجحان ایک سوچی سمجھی سازش کا حصہ ہے جس کی مثال موضع غورسے کی قدیم خانقاہ نوربخشیہ ہے جس پر پہلے خانقاہ نوربخشیہ لکھا ہوا تھا مگر ان عناصر کی ایما پر راتوں رات مذکورہ تنظیم کا تیار کردہ بورڈ نصب کر دیا گیا ہے ۔ اس واقعے سے ملت نوربخشیہ کے پیروکاروں کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں کہ آخر یہ لوگ صرف نوربخشی خانقاہوں اور دینی اداروں کے نام پر رقم کیوں دے رہے ہیں دراصل یہ وہی لوگ ہیں جو ماضی میں بھی ہم ایک ہیں اور کوئی فرق نہیں وغیرہ نعرے لگا کر سادہ لوح نوربخشیوں کو نقصان پہنچاتے رہے ہیں ۔ عوام الناس کو چاہئے کہ وہ مال و زر کے لالچ میں آ کر ایسے عناصر کا آلہ کار بننے سے باز رہیں ورنہ ناقابل تلافی نقصان ہوگا ۔

مانو نہ مانو جان جہاں اختیار ہے
ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے دیتے ہیں

سید جعفر شاہ الموسوی کا انتقال پر ملال

کرگل سے موصولہ اطلاع کے مطابق گونپال دراس کے معروف صوفی بزرگ سید جعفر شاہ الموسوی رمضان المبارک کے پہلے عشرے میں ۷۲ برس کی عمر میں انتقال کر گئے ۔ ہمارے نمائندہ حشمت اللہ راجہ کے مطابق آغا مرحوم اپنے زمانے کے جید علماء میں شمار ہوتے تھے ۔ مرحوم کی وفات سے اہل نوربخشیہ دراس نہایت غم زدہ ہیں ۔ ادارہ نوائے صوفیہ ان کے صاحبزادے سید باقر الموسوی سے دلی تعزیت کا اظہار کرتا ہے اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے



مرحوم سید جعفر شاہ الموسوی کی ایک یادگار تصویر

اظہار تشکر

علاقہ دراس کے تمام نوربخشی عوام بالخصوص اراکین و سکریٹری انجمن صوفیہ نوربخشیہ تھسگام کا بذریعہ نوائے صوفیہ شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے میرے والد بزرگوار مرحوم سید جعفر شاہ الموسوی کی وفات پر میرے ساتھ اظہار تعزیت کیا اور ہر گاؤں اور محلہ میں مرحوم کے لئے فاتحہ خوانی کا اہتمام کیا اور ۱۴ جنوری ۱۹۹۹ کو مرحوم کے لئے کی جانے والی فاتحہ خوانی میں بھرپور شرکت کی ۔

سید باقر الموسوی
خطیب جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ
تھسگام کرگل

ماسٹر حشمت اللہ راجہ کا دورہ نوبراہ

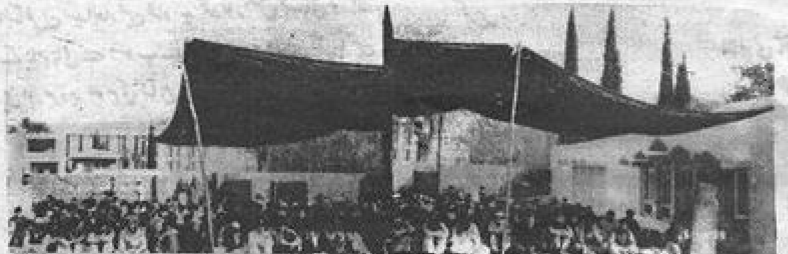
انجمن صوفیہ نوربخشیہ دراس کرگل کی جانب سے ماسٹر حشمت اللہ راجہ کو پورے لداخ کا دورہ کرنے کے لئے نامزد کیا گیا ہے تاکہ وہ ۱۹۹۲ میں شائع ہونے والی کتابوں کی قیمت وصول کر کے انجمن کے حوالے کریں ۔ اس سلسلے میں حشمت اللہ راجہ صاحب علاقے کا دورہ کر کے مذہبی شخصیات اور سرکردہ حضرات سے ملاقات کریں گے ۔



حشمت اللہ راجہ
دراس کرگل



جمعۃ الوداع کے موقع پر علامہ محمد بشیر صاحب ایک بڑے اجتماع سے خطاب کر رہے ہیں



جامع مسجد صوفیہ نور بخشیہ اسلام آباد میں نماز جمعہ کا منظر۔ نمازی مسجد کے اندر گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے ملحقہ قطعہ زمین پر شامیانہ لگا کر نماز ادا کر رہے ہیں۔

تفکر و تذکر

عالم دنیا میں داخل ہو جاتا ہے اسی طرح موت کے عمل میں آنکھیں بند ہوتے ہی انسان اپنی مادی زندگی کے حصاروں سے نجات پائے گا اور اس دنیوی زندگی سے جو عالم آخرت کی جنینی حالت EMBRYONIC STAGE ہے، ایک وسیع تر عالم میں داخل ہو جائے گا جو عالم آخرت ہے۔ یعنی ہم اس وقت بھی عالم آخرت میں محصور ہیں مگر اس عظیم تر عالم کا ہم اپنے حواس کے ذریعے ادراک نہیں کر سکتے۔ یہ ادراک حواس سے چھٹکارا پانے اور جسم مادی کا لباس اتار پھینکنے کے بعد حاصل ہوگا۔ یہی سبب ہے کہ موت کو غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نور بخش قہستانی نور اللہ مرقدہ نے قیامت کبریٰ انفسیہ قرار دیا ہے کیونکہ موت کے ساتھ ہی ایک فرد بشر پر انفرادی قیامت قائم ہو جاتی ہے اور وہ عالم دنیا سے نکل کر عالم آخرت کا فرد بن جاتا ہے البتہ وہ اولیائے کاملین جو موتوا قبل ان تموتوا موت سے پہلے ہی اختیاری موت مر جاؤ، کے مصداق جیتے جی مر جاتے ہیں وہ دنیوی زندگی کے اندر ہی اس عظیم تر حقیقت کا ادراک حاصل کر سکتے ہیں جسے عالم آخرت کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

مندرجہ بالا مثال سے دو منطقی نتائج حاصل ہوتے ہیں۔

۱۔ جس طرح جنین کے اندر مکمل وجود انسانی کا خاکہ موجود ہے یا جیسے بیج کے اندر درخت کا ہیولا موجود ہے اسی طرح ہماری اخروی زندگی کا پورا خاکہ بھی ہماری دنیوی زندگی کے اعمال اور اشغال کے اندر ہی موجود ہے۔

۲۔ اس زندگی کے مقابلے میں اس زندگی کی حیثیت اتنی چھوٹی ہے جتنی ایک صاحب شعور و بصیرت اور صاحب علم و جسم انسان کے مقابلے میں ایک جنین کی یا ایک تناور درخت کے مقابلے میں اس کے بیج کی ہے۔

پس اس عقیدے کے مطابق چونکہ ہماری اخروی زندگی کے حسن و قبح کا تمام تر انحصار ہماری دنیوی زندگی کے اعمال پر ہے اس لئے ہمیں اپنے عقیدے اور اعمال کی درستی کو اپنا مقصد حیات بنا لینا چاہیے تاکہ رضائے الٰہی حاصل ہو اور اخروی زندگی میں حقیقی کامیابی اور کامرانی سے ہمکناری ممکن ہو سکے۔

(جاری ہے)

غوث المتأخرین لائبریری کا تعارف

بلتستان کے ہیڈکوارٹر سکردو میں غوث المتأخرین لائبریری مدرسہ شاہ ہمدان سٹیلائٹ ٹاؤن سکردو کی بنیاد باشعور اہل نوربخشیہ نے ۱۹۹۱ میں رکھی۔ اس وقت لائبریری کا نام فیض بخش لائبریری تھا لیکن بعد میں علماء اور دانشوروں کے مشورے سے اس کا نام تبدیل کرکے غوث المتأخرین لائبریری رکھا گیا جو غوث المتأخرین سید العارفین شاہ سید محمد نوربخش قہستانی نوراللہ مرقدہ کے نام نامی سے منسوب ہے۔ اس لائبریری میں تقریباً تین ہزار دینی اور مروجہ علوم کی کتابیں موجود ہیں۔ ریڈنگ روم بھی ہے اور نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن کے زیر اہتمام یہاں کتابوں کی فروخت کا بندوبست بھی موجود ہے۔ علمائے کرام اور صوفیائے عظام کی تقاریر نیز اوراد فتحیہ و اوراد عصریہ کی کیسٹیں بھی برائے فروخت موجود ہیں۔ نوربخشی مسلک کے ترجمان رسالہ نوائے صوفیہ کے علاوہ فقہ احوط، کتاب الاعتقادیہ، دعوات صوفیہ، آئینہ نوربخشی اور دیگر کتب برائے فروخت موجود ہیں۔ جملہ اہل نوربخشیہ سے اپیل ہے کہ اس لائبریری کو وسعت دینے کے لئے ہمارے ساتھ تعاون کریں اور اپنے عطیہ جات ہمیں ارسال کریں۔

غلام نبی ثاقب لائبریرین



مدرسہ شاہ ہمدان صوفیہ نوربخشیہ سکردو کی لائبریری جہاں قارئین کے مطالعے کے لئے کثیر تعداد میں کتابیں موجود ہیں۔

نوائے صوفیہ کے انٹرنیٹ پر آنے کی خبر سے انتہائی خوشی ہوئی۔ اس سلسلے میں یعقوب براہوی صاحب مبارک باد کے مستحق ہیں۔ ایک مضمون ارسال ہے شامل اشاعت کریں۔

فلجو غلام عباس
داؤد انجینیرنگ کالج کراچی

نوائے صوفیہ کی اشاعت کو جاری رکھیں۔ اس رسالہ کی بدولت ہم اپنے مسلک کے تمام حالات سے باخبر ہوتے ہیں۔ یہ ہم سب کے دلوں کی آواز ہے اور آنے والی نسلوں کے لئے مشعل راہ ہے۔ باد مخالف کی پرواہ نہ کریں۔

سید مظفر علی حمیدی سکردو
عارف حسین چولونکھا سکردو

نوائے صوفیہ کے انٹرنیشنل جریدہ بننے سے پورے عالم اسلام کے محقق اس جریدہ سے استفادہ کر رہے ہیں۔ دینی مسائل اور ان کا حل بہت دلچسپ ہے۔ رسالے میں سبق آموز کہانیاں بھی شائع ہونی چاہئیں۔

مظاہر علی دلشاد کراچی

روزنامہ جنگ راولپنڈی (7) ہفتہ 13 مارچ 1999ء

ہر فقہ زکوٰۃ کٹوتی سے استثنیٰ حاصل کر سکتی ہے، سپریم کورٹ

آرڈیننس کی دفعہ ایک کا جائزہ لیا جائے تو اس میں بھی کسی فقہ میں امتیاز نہیں کیا گیا، تفصیلی فیصلہ

عدالت عظمیٰ نے حکومت کا صدر نیشنل بینک کو لکھا گیا خفیہ خط بھی فیصلے میں شامل کر دیا

اسلام آباد (نمائندہ جنگ) سپریم کورٹ کے چیف جسٹس مسٹر جسٹس اجمل میاں کی سربراہی میں سپریم کورٹ کے فل بنچ کی طرف سے زکوٰۃ کی کٹوتی سے متعلق اپیل کا تفصیلی فیصلہ جاری کر دیا گیا ہے فیصلے میں عدالت نے حکومت پاکستان سنٹرل زکوٰۃ ایڈمنسٹریشن کا وہ خفیہ خط بھی شامل کر دیا جو صدر نیشنل بنک کو لکھا گیا تھا اور جس میں حکومت نے ہدایت کی تھی کہ زکوٰۃ سے استثناء حاصل کرنے کیلئے صرف فقہ جعفریہ کا ڈیکلریشن قبول کیا جائے اس کے علاوہ اگر فقہ حنفی 'شافعی' مالکی یا حنبلی کوئی ڈیکلریشن دیتے ہیں تو انہیں سنٹرل زکوٰۃ ایڈمنسٹریشن کو بھجوا دیا جائے ان کے علاوہ اگر کسی فقہ سے کوئی ڈیکلریشن آئے تو اسے نظر انداز کر دیا جائے۔ فاضل عدالت نے اپنے فیصلے میں قرار دیا ہے کہ وزارت خزانہ کے خفیہ خط سے یہ بات تو اپنی جگہ واضح ہو گئی ہے کہ فقہ حنفی 'شافعی' مالکی 'حنبلی اور فقہ جعفریہ سے تعلق رکھنے والے زکوٰۃ کی لازمی کٹوتی سے استثنیٰ حاصل کر سکتے ہیں فیصلے میں تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا گیا کہ مدعیہ فرزانہ اشرف نے 6720 این آئی ٹی یونٹس

خریدے تھے اور اس نے زکوٰۃ کی کٹوتی سے استثنیٰ حاصل کرنے کیلئے آرڈیننس کی دفعہ 1 کے مطابق ڈیکلریشن دیا جو قواعد کے مطابق درست تھا جبکہ پہلے یہ کہہ کر مسترد کر دیا گیا کہ ڈیکلریشن مقررہ مدت میں نہیں آیا۔ لیکن دو ماہ بعد مدعیہ کو ایک اور خط کے ذریعے مطلع کیا گیا کہ انہیں زکوٰۃ کی کٹوتی سے اس لئے استثنیٰ نہیں دیا جا سکتا کہ ان کا تعلق فقہ حنفی سے ہے جسے سندھ ہائی کورٹ میں چیلنج کیا گیا اور عدالت عالیہ نے مدعیہ کے ڈیکلریشن کو قانون کے مطابق درست قرار دیا۔ سپریم کورٹ نے اپنے فیصلے میں کہا ہے کہ آرڈیننس کی دفعہ ایک کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا

ہے کہ اس میں کسی فقہ میں امتیاز نہیں کیا گیا ہے اور اگر ایسا کوئی امتیاز مقصود تھا تو اس کی کوئی منطق ہونی چاہئے تھی۔ جس کے تحت افراد کے گروہوں میں تفریق کی جا سکتی ہے اور اس منطق کا اس مقصد سے تعلق بھی ہونا چاہئے جو حکومت حاصل کرنا چاہتی ہے حکومت کے پاس ایک راستہ تھا کہ وہ اسلامی نظریاتی کونسل کی مشاورت سے کسی مخصوص فرقہ کو زکوٰۃ کی کٹوتی سے استثنیٰ دینے کا گزٹ نوٹیفکیشن کرتی لیکن اس اقدام کا بھی اوپر بیان کئے گئے اصول پر پورا اترنا ضروری ہے۔

تنظیم فدائیان آل رسول کی نئی کابینہ

۲۰ جنوری ۱۹۹۹ کو تنظیم فدائیان آل رسول صوفیہ نوربخشیہ کریس بلتستان کے سالانہ چناؤ کے سلسلے میں ایک اجلاس زیر صدارت رضا علی عابدی مرکزی صدر منعقد ہوا۔ اجلاس میں تنظیم کی گیارہ سالہ کارکردگی اور آمد و خرچ کا گوشوارہ پیش کرنے کے علاوہ نئی کابینہ کا انتخاب بھی عمل میں لایا گیا۔

نئے عہدیدار درج ذیل ہیں۔

۱۔ محمد رضا سیفی ۔ صدر

۲۔ قاری محمد حسین ۔ نائب صدر

۳۔ اکبر علی ۔ سینیئر نائب صدر

۴۔ روزی علی شیری ۔ جنرل سکریٹری

۵۔ غلام عباس گلزار ۔ جوائنٹ سکریٹری

۶۔ اصغر علی ۔ سکریٹری نشر و اشاعت

۷۔ محمد اسماعیل کریم ۔ ڈپٹی سکریٹری نشر و اشاعت

۸۔ محمد رضا اخوند زادہ ۔ سکریٹری مالیات

۹۔ محمد علی ۔ ڈپٹی سکریٹری مالیات

۱۰۔ غلام حیدر ۔ رابطہ سکریٹری

۱۱۔ شبیر حسین ۔ ناظم اجلاس

۱۲۔ غلام علی ۔ نائب ناظم اجلاس

مجلس مشاورت کے ارکان

۱۔ رضا علی عابدی ۔ چیئرمین

۲۔ حاجی غلام حسین ۔ ڈپٹی چیئرمین

۳۔ محمد سرور ۴۔ محمد حسن ۵۔ اکبر علی ۶۔ ذاکر احمد ۷۔ حاجی غلام عباس ممتاز عالم دین مولانا محمد علی عارف نے نئے عہدیداروں سے حلف لیا۔

اصغر علی سکریٹری نشر و اشاعت



انجمن محمدیہ بلتستانیہ صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد کے زیر اہتمام کشمیری عوام کی حمایت میں نکالے گئے جلوس کی قیادت انجمن کے جنرل سکریٹری حاجی فانچو محمد امین صاحب اور علامہ محمد بشیر صاحب کر رہے ہیں۔ اس موقع پر محمد اسحاق شاکر ایڈوکیٹ، غلام عباس چوپا اور نائب خطیب مولانا محمد انور خطاب کر رہے ہیں۔



احمد علی سرسیکی جنہیں چودہ ہزار فٹ کی بلندی پر مسلسل اٹھتیس دن تک مسلح افواج کے لئے کام کرنے پر خصوصی انعام اور تعریفی سند عطا کی گئی۔ توقع کی جاتی ہے کہ احمد علی سرسیکی اور غلام حیدر سرسیکی کو صدر پاکستان کی طرف سے تمغہ شجاعت بھی دیا جائے گا۔

ہورچس شگر میں مدرسہ شاہ مردان کا سنگ بنیاد

گزشتہ دنوں ہورچس شگر میں مدرسہ شاہ مردان کا سنگ بنیاد بدست مبارک مولانا قاری غلام عباس رکھا گیا۔ مدرسہ کی عمارت پانچ دکانوں، کلاس روم، ہال اور لائبریری پر مشتمل ہے اس موقع پر مدرسہ کے لئے زمین کا عطیہ دینے والے مخیر حضرات کے حق میں دعا کی گئی۔ شرکاء نے نوائے صوفیہ میں تفکر وتدبر کے عنوان سے سلسلہ مضامین کو جاری رکھنے اور اس کی اشاعت میں تاخیر کا سلسلہ ختم کرنے پر زور دیا۔

غلام حسن شگری جلاس دیامیر

تنظیم ریاض الاولیاء صوفیہ نوربخشیہ کراچی کے سالانہ انتخابات

مولانا ۱۹ جنوری ۱۹۹۹ کو تنظیم ریاض الاولیاء صوفیہ نوربخشیہ کورو مقیم کراچی کا سالانہ اجلاس ریاض الاولیاء ہاؤس منگھو پیر کراچی میں منعقد ہوا جس میں سال ۱۹۹۹ کے لئے مندرجہ ذیل عہدیداروں کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔

۱۔ وزیر فرمان علی صاحب۔ صدر
۲۔ غلام علی شریف صاحب۔ سینئر نائب صدر
۳۔ ٹھیکیدار غلام محمد فکری۔ نائب صدر
۴۔ محمد علی روزی۔ جنرل سکریٹری
۵۔ مہدی غالب۔ ڈپٹی جنرل سکریٹری
۶۔ محمد علی۔ فنانس سکریٹری
۷۔ بوا موسیٰ علی۔ ڈپٹی فنانس سکریٹری
۸۔ محمد ابراہیم علی۔ نشر واشاعت سکریٹری
۹۔ عنایت علی شاہد۔ رابطہ سکریٹری
۱۰۔ فدا حسین نعیم۔ ہاؤس انچارج

محمد ابراہیم علی

نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن دم سم کے انتخابات

نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن دم سم کا ایک ہنگامی اجلاس بمقام مدرسہ اسلامیہ شاہ سید محمد نوربخش دم سم منعقد ہوا جس میں دم سم کے سرکردگان، طلباء، عوام اور این وائی ایف کے

اراکین نے بھرپور شرکت کی۔ قائم مقام صدر ممتاز علی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ نوجوان کسی بھی قوم کا سرمایہ ہوتے ہیں اور ان پر یہ فرض بھی عائد ہوتا ہے کہ وہ قوم کی فلاح و بہبود کے لئے ہر وقت کمربستہ رہیں۔ اجلاس میں نئی کابینہ کی تشکیل بھی ہوئی جس کے ارکان درج ذیل ہیں۔

ممتاز علی۔صدر
محمد ابراہیم۔سینیئر نائب صدر
غفار الرحمن۔نائب صدر
محمد خان۔جنرل سکریٹری
حسنی علی۔ڈپٹی جنرل سکریٹری
محمد ابراہیم نورانی۔فنانس سکریٹری
محمد علی۔ڈپٹی فنانس سکریٹری
لیاقت علی مہدی۔پروپیگنڈا سکریٹری
فرمان علی۔جوائنٹ سکریٹری
محمد ابراہیم۔ڈپٹی جوائنٹ سکریٹری
محمد یوسف۔پریس سکریٹری
غلام حیدر۔ڈپٹی پریس سکریٹری
لیاقت علی شاہد۔رابطہ سکریٹری
اکبر علی شکور۔ڈپٹی رابطہ سکریٹری
اختر عباس۔سکریٹری انتظامیہ کمیٹی
شجاعت علی۔سکریٹری چندہ کمیٹی

کونسل آف گائیڈنس کے ارکان یہ ہیں۔

جناب نمبردار عبدالرحمن (چیرمین)، منشی غلام عباس صاحب (وائس چیرمین) اخوند محمد حسین، غلام محمد اور ابو حسین۔

نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن دم سم

غوث المتاخرین ویلفیر سوسائٹی ٹیچو گلاب پور شگر کا قیام

مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۹۹ کو واقعہ ٹیچو گلاب پور شگر کا ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں علاقہ کے عوام کی فلاح و بہبود کے لئے ایک تنظیم کا قیام عمل میں لایا گیا اور درج ذیل عہدیداروں کو منتخب کیا گیا۔

۱۔غلام حیدر۔صدر
۲۔حسن۔نائب صدر
۳۔محمد نسیم رحمانی۔جنرل سکریٹری
۴۔محمد حسن۔جوائنٹ سکریٹری
۵۔ہادی علی۔خزانچی
۶۔محمد شریف۔رابطہ سکریٹری
۷۔حوالدار جعفر علی۔نائب خزانچی
۸۔علی محمد۔ناظم اعلیٰ
۹۔علی حسین۔ناظم احتساب
۱۰۔وزیر علی۔ناظم اجلاس

اس تنظیم کے اغراض و مقاصد یہ ہیں

۱۔آثار صوفیاء سلسلۃ الذہب کا تحفظ
۲۔فروغ تعلیم کے لئے مدارس کا قیام
۳۔زکوٰۃ اور خیرات سے ناداروں کی امداد
۴۔آثار قدیمہ اور قدیمی خانقاہوں کا تحفظ
۵۔اتحاد بین المسلمین کے لئے کوشش
۶۔خواتین کے لئے دستکاری سکول کا قیام
۷۔رفاہ عامہ کے کام

محمد شریف رضوی وہادی علی تمنا

انجمن صوفیہ نوربخشیہ کریس کراچی کے سالانہ انتخابات

انجمن صوفیہ نوربخشیہ کریس کراچی کا سالانہ اجلاس مورخہ ۲۰ جنوری کو منعقد ہوا۔ اجلاس میں انجمن کی سالانہ کارکردگی پر شرکا نے اطمینان کا اظہار کیا۔ شرکاء نے ۲۱ شعبان کو جلسے کے حوالے سے کریس خانقاہ معلیٰ میں نمازیوں کو نماز سے روکنے کی مذمت کی گئی۔ اس موقع پر انجمن کی نئی کابینہ کا چناؤ بھی عمل میں آیا جس کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔اخوند ذاکر حسین۔نگران اعلیٰ
۲۔محمد جعفر۔صدر
۳۔عیسیٰ علی۔نائب صدر
۴۔علی محمد۔جنرل سکریٹری
۴۔محمد کاظم۔جوائنٹ سکریٹری
۵۔علی مراد گوہر۔خزانچی
۶۔حاجی ذاکر۔نائب خزانچی
۷۔اشرف حسین۔ضامن تعلقات عامہ
۸۔غلام علی۔پروپیگنڈا سکریٹری
۹۔ایم یسین منیر۔سکریٹری نشرواشاعت
۱۰۔حاجی محمد حسن۔ناظم اجلاس
۱۱۔محمد حسن۔نائب ناظم اجلاس

علی محمد جنرل سکریٹری

معذرت خواہی

نوائے صوفیہ کے گزشتہ شمارے کے ساتھ بعض ایسے مستقل خریداروں کو بھی سالانہ چندہ ختم ہونے کا ریمائنڈر بھیجا گیا ہے جو اپنا سالانہ چندہ اور بقایاجات پہلے ہی جمع کرا چکے ہیں۔ ایسے مستقل خریداروں سے درخواست ہے کہ وہ اس ریمائنڈر کو نظرانداز کر دیں۔

اگر مستقل خریداروں میں سے کسی کو سالانہ چندہ جمع کرنے کے باوجود رسالہ نہیں مل رہا ہے یا ادارہ نوائے صوفیہ سے کسی اور قسم کی شکایت ہے تو ادارے کو جلد مطلع فرمائیں تاکہ اس کا ازالہ کیا جاسکے۔

(ادارہ)

تنظیم فدائیان آل رسول صوفیہ نوربخشیہ کراچی

یونٹ کے سالانہ انتخابات

تنظیم مذکور کے اجلاس منعقدہ ٢٠ جنوری ١٩٩٩ء میں درج ذیل کابینہ کا چناؤ عمل میں آیا۔

محمد علی انجم۔ صدر

محمد حسن۔ نائب صدر

محمد یسین نیر۔ جنرل سکریٹری

فدا حسین۔ جوائنٹ سکریٹری

عبدالرحمن۔ خزانچی

حاجی محمد حسین۔ نائب خزانچی

محمد حسن معروفی۔ سکریٹری نشرواشاعت

علی مراد گوہر۔ رابطہ سکریٹری

ایم یسین منیر جنرل سکریٹری

انجمن صوفیہ نوربخشیہ ٹیچو کے سالانہ انتخابات

انجمن صوفیہ نوربخشیہ ٹیچو گلاب پور شگر کا ایک اجلاس ہوا جس میں سال ١٩٩٩ کے لئے نئی کابینہ تشکیل دی گئی۔ اس موقع پر کثیر تعداد میں لوگوں نے ملت میں اتحاد و اتفاق کی ضرورت پر زور دیا اور نئی کابینہ سے حلف بھی لیا گیا جس کے ارکان کے نام درج ذیل ہیں۔

١۔ نثار علی۔ صدر

٢۔ شکور علی۔ نائب صدر

٣۔ ممتاز علی۔ جنرل سکریٹری

٤۔ نیاز علی۔ ڈپٹی جنرل سکریٹری

٥۔ فدا علی۔ جوائنٹ سکریٹری

٦۔ افضل شگری۔ پریس سکریٹری

٧۔ محمد حسین۔ فنانس سکریٹری

٨۔ غلام رسول۔ ڈپٹی سکریٹری

٩۔ اکبر علی۔ رابطہ سکریٹری

١٠۔ غلام نبی۔ ناظم اعلیٰ

١١۔ ناظم اجلاس۔ اقبال پاشا

١٢۔ ہاشم بٹ۔ ڈپٹی جنرل سکریٹری

ممتاز علی جنرل سکریٹری

بقیہ۔ احیائے تصوف

میں سید علی نے مجھے بتایا کہ اس سے قبل ہم اپنی روایات سے غافل رہے تھے لیکن ماضی قریب کے حالات و واقعات نے ہمیں اپنا کھویا ہوا تشخص پھر سے حاصل کرنے کی اہمیت کا احساس دلایا ہے جو ذکر و فکر اور عبادت و ریاضت پر مشتمل ہے۔

کراچی میں عید ملن پارٹی

عید   کی مناسبت سے اہل یوچنگ کراچی نے ایک عید ملن پارٹی کا اہتمام کیا جس میں لوگوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ معروف عالم دین مولانا محمد ابراہیم فیضی مہمان خصوصی تھے۔ انہوں نے اتفاق و اتحاد کو وقت کی اہم ضرورت قرار دیا اور مدرسہ شاہ ہمدان سکردو کے ساتھ تعاون کی اپیل کی ٹھیکیدار اسحاق صاحب محمد باقر صاحب ابراہیم صاحب اور جابر صاحب نے انجمن یوچنگ کے لئے مالی تعاون کا اعلان کیا۔ آخر میں صدر محمد باقر نے تمام شرکاء کا شکریہ ادا کیا۔

غلام مہدی پروانہ سکریٹری نشرواشاعت

غلط فہمی کا ازالہ

بعض عناصر سادہ لوح نوربخشی عوام کو گمراہ کرنے کے لئے ندوہ اسلامیہ کے خلاف من گھڑت اور بے بنیاد الزام تراشی کر کے عوام کو اس تنظیم سے بدظن کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور یہ تاثر دینے کی کوشش کر رہے کہ یہ ایک فرقے کا نام ہے حالانکہ حقیقت حال یہ ہے کہ ندوہ اسلامیہ نوربخشیہ علمائے نوربخشیہ کا ایک اشاعتی ادارہ ہے جو مسلک صوفیہ نوربخشیہ کی کتابوں کی نشرواشاعت کا اہتمام کرتا ہے۔ اسی تنظیم کی کوششوں سے فقہ احوط، کتاب الاعتقادیہ اور دعوات صوفیہ جیسی اہم ترین کتابوں کے علاوہ بہت سی دیگر نوربخشی کتابوں کے ترجمے اور اشاعت کا کام انجام پذیر ہوا ہے جس کے نتیجے میں اہل صوفیہ نوربخشیہ صدیوں کے خواب گراں سے بیدار ہوئے ہیں۔ اب یہ بیداری بعض مفاد عناصر کو ناگوار معلوم ہوتی ہے اور وہ عوام کو بدظن کرنے کی خاطر منفی پروپیگنڈے میں مصروف ہیں۔ ہم اہل نوربخشیہ سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اس قسم کی شرانگیزی سے ہوشیار رہیں۔

ترجمان ندوہ اسلامیہ نوربخشیہ پاکستان

صوفی غلام محمد صاحب کی سبکدوشی

صوفیہ نوربخشیہ کے معروف دانشور اور محکمہ صحت سکردو کے ایڈمن آفیسر صوفی غلام محمد صاحب اپنی مدت ملازمت پوری

کر کے ریٹائر ہو گئے۔ انہوں نے تحصیلدار اور خزانہ آفیسر کی حیثیت سے بھی فرائض سرانجام دیئے۔ اس موقع پر ایک تقریب منعقد ہوئی جس میں ڈاکٹر شمشیر علی صاحب اور قائم مقام ایم ایس ڈاکٹر گوہر علی صاحب نے صوفی صاحب کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔ صوفی صاحب نے اس موقع پر محکمہ صحت کے تمام ملازمین کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے دوران ملازمت ان کے ساتھ تعاون کیا۔

خوشخبری

اہل صوفیہ نوربخشیہ کو خوشخبری دی جاتی ہے کہ موضع سلنگ کے باشندہ فاچو مشتاق نے کنبے سمیت اپنا مسلک تبدیل کر کے مذہب صوفیہ نوربخشیہ میں شمولیت اختیار کی ہے۔ موصوف نے بتایا کہ انہوں نے خدا تعالیٰ سے راہ راست کی طرف رہنمائی کی مسلسل التجا کی تھی۔ اس ایمان افروز واقعے کے باعث اہل سلینگ موصوف کو جامع مسجد سلنگ سے ہار پہنا کر درود شریف کا ورد کرتے ہوئے ان کے گھر تک لے گئے اور انہیں صراط مستقیم پر گامزن ہونے کی مبارکباد دی۔

محمد الیاس ایڈوکیٹ

بانپی اور تیچو میں اعتکاف نشینی

گلاب پور شگر میں بانپی اور تیچو کے مقام پر اعتکاف نشینی کا اہتمام ہوا جن میں ۴۵ خوش نصیبوں نے حصہ لیا۔ جمعہ کے دن ایک عظیم الشان جلسے کا اہتمام کیا گیا جس کی صدارت سید نواز حسین یحیوی نے کی محمد نسیم رحمانی کی تلاوت کلام پاک کے بعد جن مقررین نے تقریریں کیں ان میں اخوند محمد علی، اخوند تقی، مولانا محمد اسماعیل، مولانا محمد علی عارف، مولانا مراد علی نوری اور مولانا رستم علی انجم شامل تھے۔ صدر جلسہ سید نواز حسین الموسوی نے مذہب صوفیہ نوربخشیہ کے پیروکاروں پر زور دیتے ہوئے کہا کہ نوربخشی کتابوں کی رو سے اعتکاف پر خصوصی زور دیا گیا ہے۔ اس جلسے میں علاقہ شگر کی دس نوربخشی تنظیموں نے حصہ لیا اور دور دراز نے اہل صوفیہ نوربخشیہ نے بھی شرکت کی۔

ہادی علی تمنا شگر

جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد میں اعتکاف نشینی

حسب سابق امسال بھی جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد میں رمضان المبارک کے مقدس مہینے میں سولہ روزہ اعتکاف کا اہتمام کیا گیا۔ گلشن تصوف کے چھبیس خوش نصیبوں نے اس عظیم عبادت میں حصہ لیا۔ اس کے علاوہ شوال کے دوسرے ہفتے میں بھی تین روزہ اعتکاف نشینی کا اہتمام ہوا۔ اعتکاف کی نگرانی جناب اخوند حسین شیلوی اور اخوند عبداللہ نے کی۔ اختتام پر دین کی ترقی اور اہل اسلام کی ہدایت کے لئے دعائے خیر کی گئی۔

موسیٰ خان

خانقاہ صوفیہ نوربخشیہ ڈوغونی میں اعتکاف

خانقاہ صوفیہ نوربخشیہ ڈوغونی میں ۱۵ جنوری ۱۹۹۹ کو ایک روزہ اعتکاف نشینی کا اہتمام ہوا جس کے اختتام پر ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جلسے کی صدارت جناب سید نواز حسین صاحب میر واعظ شگر کر رہے تھے اور مہمان خصوصی مفتی علی محمد ہادی صاحب تھے۔ صدر جلسہ نے اعتکاف نشینی کے موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار کیا اور مہمان خصوصی نے بزرگان سلف کے علمی ورثے کے تحفظ کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ آخر میں جناب مولوی شیر علی خطیب خانقاہ صوفیہ نوربخشیہ اور جناب رستم علی انجم نے دین حق کی ترقی کے لئے خصوصی دعائیں مانگیں۔

بشارت حسن طالب علم

تعزیتی اجلاس

گونا مسجد کریس کے پیش امام اخوند عبداللہ مختصر علالت کے بعد کریس میں انتقال کر گئے تھے۔ اس سلسلے میں کراچی میں تنظیم فدائیان آل رسول کا ایک تعزیتی اجلاس منعقد ہوا جس میں مرحوم کو خراج عقیدت پیش کیا گیا ان کی وفات کو اہل تصوف کے لئے ناقابل تلافی نقصان قرار دیا گیا۔ اجلاس میں مرحوم کی روح کی ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کی گئی۔

ایم یسین منیر

تنظیم صوفیہ نوربخشیہ پھڑینگ باماں کا اجلاس

تنظیم صوفیہ نوربخشیہ پھڑینگ باماں شگر کا ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں رسالہ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل کو جاری و ساری رکھنے کا بھرپور مطالبہ کیا گیا کیونکہ یہ جریدہ اتحاد بین المسلمین کا علمبردار اور افراط و تفریط سے پاک واحد رسالہ ہے۔ شرکائے اجلاس نے شمارہ نمبر ۳۵ میں رسالے کے خلاف چھپنے والے ایک قاری کے خط کی بھرپور مذمت کی گئی اور اراکین نوائے صوفیہ سے اپیل کی گئی کہ آئندہ ایسے شرپسندوں کے خطوط اور مضامین شائع نہ کئے جائیں کیونکہ ایسے مضامین اس رسالے کے شایان شان نہیں ہیں۔

غلام حیدر جنرل سکریٹری

انجمن فلاح و بہبود سرموں ترکری گند کراچی کا اجلاس

گزشتہ دنوں انجمن فلاح و بہبود سرموں ترکری گند کراچی کا سالانہ اجلاس منعقد ہوا جس کے صدر غلام حسین صاحب اور مہمان خصوصی محمد ابراہیم صاحب تھے۔ شرکاء اجلاس نے اتفاق و اتحاد کی اہمیت پر زور دیا اور اس بات کا اعادہ کیا کہ ماہنامہ نوائے صوفیہ کی مسلسل اشاعت نوربخشی ملت کے لئے بہت خوش آئند ہے۔ خصوصاً دنیائے تصوف کی خبریں خصوصی اہمیت رکھتی ہیں۔

نثار علی حسینی جنرل سکریٹری

مولوی عبدالحمید صاحب کو صدمہ

معروف عالم دین اور نوائے صوفیہ کے قلمکار جناب عبدالحمید صاحب کی اہلیہ ملٹری ہسپتال راولپنڈی میں دل کے آپریشن کے بعد انتقال کر گئیں۔ جملہ اہل صوفیہ نوربخشیہ نے بالعموم اور اراکین نوائے صوفیہ نے بالخصوص مولوی صاحب کے ساتھ دلی تعزیت کا اظہار کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔

(ادارہ)

معززین صوفیہ نوربخشیہ کے اعزاز میں استقبالیہ

گزشتہ دنوں انجمن صوفیہ نوربخشیہ کریس کراچی نے معززین صوفیہ نوربخشیہ کے اعزاز میں "بیت السکون صوفیہ نوربخشیہ کریس محمود آباد" میں ایک عید ملن پارٹی کا اہتمام کیا۔ قاری علی حسن کی تلاوت کلام پاک کے بعد جناب محمد ابراہیم فیضی نے خطاب کیا اور نئی نسل کی دینی بیداری پر خوشی کا اظہار کیا۔ جناب کرنل غلام حیدر نے اپنے خطاب میں نوجوانوں کو صحیح نوربخشی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی ہدایت کی۔ معززین نے گونا مسجد کریس کے واگزار ہونے پر شرکاء اور اہل نوربخشیہ کو مبارکباد دی۔

ایم یٰسین منیر سکریٹری نشرواشاعت

براہ بروقپہ میں سہ روزہ اعتکاف

براہ بروقپہ میں عرفان و تصوف کے متوالوں کی اعتکاف نشینی کا روح پرور سلسلہ گزشتہ تین سال سے جاری و ساری ہے۔ امسال بھی براہ بروقپہ میں سہ روزہ اعتکاف محترم حاجی محمد خلیل صاحب کی زیر قیادت ہوا۔ اس عمل خیر میں ستائیس تزکیہ نفس کے غازیوں نے شرکت کا شرف حاصل کیا۔ اعتکاف نشینی کا ماحول صوم النہار، قیام الیل، ذکر و فکر، اور آہ و بکا سے معمور تھا۔ ہر کوئی عشق حق اور شراب طہور کے ساقی کو پکار پکار کر قلبی سکون کا متلاشی بن رہا تھا۔ اعتکاف کے اختتام پر ایک روحانی تقریب کا اہتمام کیا گیا جس میزبانی کے فرائض بو عبدالسلام نے سرانجام دیئے۔ صدر تقریب قاری غلام رسول اور مہمان خصوصی ماسٹر عبدالرشید تھے۔ مدرسہ شاہ ہمدان کے طلباء قاری محمد امین، محمد اشرف، ناصر حسین اور محمد علی، حاجی شاہ اللہ، اخوند عبدالکریم نے تلاوت، تقاریر اور نعت و مدح سے سامعین کے دلوں کو منور کیا۔ صدر اور مہمان خصوصی کے خطاب کے بعد درود شریف کی گونج میں یہ محفل اختتام پذیر ہوئی۔

اعجاز حسین طالب علم

بقیہ صفحہ پر

قارئین کے خطوط

ہومیو ڈاکٹر ایم - اے شاہد

حضور حضرت آقای دکتر محمد نعیم غازی زید عزہ العالی

سلام و دعا و احترام تقدیم می دارم۔

سلامت و سعادت شما آرزوی من است

روی تو برای من ماہ تابان و کار تو برای من در خشان است۔

ماھنامہ علمبردارہ صوفیہ ماھنامہ علمبردار اسلام است۔

خدای بزرگ شما را پیروز دارد۔ آمین یارب العالمین۔

اکنون یک قصیدہ بعثت نامہ یا نعت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تقدیم می دارم۔ امید وارم قبول فرمایید۔

مخلص شما۔ دکتر محمد حسین تسبیحی رھا

دل چاہتا تھا کہ نوائے صوفیہ کے لئے کچھ لکھوں لیکن مصروفیات کی بنا پر یہ نیک کام رکا ہوا تھا۔ ابھی غوث المتأخرین سید العارفین شاہ سید محمد نور بخش قہستانی نور اللہ مرقدہ کے تین عرفانی اشعار کی مختصر تشریح بعنوان "نور بخش کی شاعری" ارسال خدمت ہے۔ نظر ثانی کے بعد شائع کریں۔ نوائے صوفیہ کا سالانہ چندہ لف ہذا ہے۔ قبلہ علامہ صاحب، ڈاکٹر غازی نعیم، ڈاکٹر شاہد مولانا ضیاء، مولانا انور، مولانا چھوربٹ، تصوفی صاحب و دیگر کارکنان نوائے صوفیہ کی خدمت میں خلوص بھرا سلام۔

سید نواز حسین شگر

کمپیوٹر کے بارے میں ایک مختصر مضمون ارسال کر رہا ہوں۔ یہ مضمون طالب علموں کے لئے مفید ہے۔ ہمارے اکثر طالبعلموں کا خیال ہے کہ کمپیوٹر مشکل علم ہے حالانکہ کمپیوٹر جیسا آسان علم اور کوئی نہیں ہے۔ نوائے صوفیہ کے لئے مالی امداد کی کوشش میں مصروف ہوں۔

ایم یعقوب براہوی لاہور

حقیر شیلو کا باشندہ ہے فیصل آباد سے ہومیو پیتھک میں DHMS اور الیکٹرو ہومیو پیتھک میں DEHM اور ڈپلوما آف آکو پنکچر کیا ہے۔ حال ہی میں آکو پنکچر سائنٹفک ورکشاپ میں پہلی پوزیشن لے کر گولڈ میڈل حاصل کیا ہے اور آئندہ سال نیشنل انسٹیٹوٹ آف آکو پنکچر فیصل آباد کے خرچ پر سری لنکا MD کرنے کے لئے جا رہا ہوں۔ نوائے صوفیہ کے تمام کارکنوں کو خلوص بھرا سلام۔

ہومیو ڈاکٹر اخوند اسحاق شیلو

نوائے صوفیہ نے نور بخشی دنیا میں ایک ہلچل مچا دی ہے کاش یہ رسالہ بہت پہلے جاری ہوتا۔ اس خط کے ساتھ کھٹمنڈو نیپال سے شائع ہونے والے بین الاقوامی رسالے The SUFI میں South Asian Magazine REVIVAL کے نام سے شائع ہونے والی رپورٹ کی کاپی ارسال ہے۔ مہربانی یہ رپورٹ نوائے صوفیہ میں شائع کریں تاکہ نور بخشی بھائیوں کو پتہ چلے کہ احیائے تصوف اور اتحاد بین المسلمین کی اس تحریک کو بین الاقوامی سطح پر پذیرائی حاصل ہو رہی ہے۔

غلام حسن چھوربٹ

نوائے صوفیہ کا شمارہ بابت ماہ دسمبر موصول ہوا۔ ماہنامہ میں مسجد شریف کی تصویر دیکھ کر انجمن والوں کو کافی مسرت ہوئی خاص کر اجازت نامہ کی خبر نے تو عید کا سا ماحول پیدا کر دیا جس کے لئے اراکین انجمن نوائے صوفیہ کے مشکور ہیں۔ انشاء اللہ عنقریب چند کتابیں چھپوانے کا ارادہ ہے۔ سردست کتاب "فقہی مسائل بعنوان آپ کے مسائل اور ان کا حل" تیار کی ہے جس کی دو کاپیاں برائے ملاحظہ ارسال ہیں۔ کتاب ابو العرفان علامہ صاحب اور نوائے صوفیہ کی تصدیق اور تصحیح کے بعد ارسال کریں۔

انجمن ہذا میں ایک کتاب "کاشف الحق" جس کو سید

عباس کریمی نے ترتیب دے کر شائع کیا ہے ، کسی نے جان بوجھ کر لوگوں کو گمراہ کرنے اور دین سے منحرف کرنے کی سازش کے تحت بھیجائی ہے جس کی ایک کاپی تیار کر کے عنقریب نوائے صوفیہ کو ارسال کریں گے ۔ یہ کتاب کسی اور فرقہ کی ہے اور عموماً اہل نوربخشیہ کو مطالعہ کے لئے پیش کی جارہی ہے جس میں غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نوربخش قہستانی نوراللہ مرقدہ کے بارے میں کئی گمراہ کن باتیں نقل کی ہوئی ہیں

انجمن ہذا مجموعہ شریعت محمدیہ کو بھی کتابی شکل دینا چاہتی ہے جس کے لئے نوائے صوفیہ کی اجازت درکار ہے۔

اراکین انجمن کی طرف سے نوائے صوفیہ کے سب کارکنوں اور دیگر جملہ مؤمنین صوفیہ نوربخشیہ کو عقیدت بھرا سلام۔

غلام حسین سروائزر کرگل

ماہ دسمبر کے شمارے میں بہت سے آرٹیکل پسند آئے ۔ اس میں شک نہیں کہ آج جب کہ ہماری دنیا اغراض و مفادات کی بھینٹ چڑھ کر مختلف خانوں میں بٹ چکی ہے اس بنیادی خرابی کی نشاندہی کا کام نوائے صوفیہ ہی کے حصے میں آیا ہے جس نے باوقار اور خوددار زندگی گزارنے کا طریقہ ہمیں سکھایا ہے نوائے صوفیہ نے صوفیہ نوربخشیہ کو ایک پلیٹ فارم پر متحد کرنے کے لئے جو جہاد کیا ہے کوئی جریدہ آج تک یہ کام نہیں کر سکا ہے ۔ انٹرنیٹ پر نوربخشیہ کو متعارف کرا کے نوائے صوفیہ کے کارکنوں نے ایک عدیم المثال کارنامہ سرانجام دیا ہے اور مسلک حقہ کو بین الاقوامی شہرت عطا کی ہے۔

غلام مہدی شاہد سرمیک

اس سے قبل ایک خط " نوائے صوفیہ " میں برائے اشاعت ارسال کیا تھا لیکن وہ ہندوستان کے نوربخشی بھائیوں کے نام تھا لیکن دسمبر کے شمارے میں شائع نہیں ہوا ۔ شاید باری نہ آئی ہو ۔ یہ دوسرا خط ہے جس کے ذریعے چند مسائل کے بارے میں ذاتی استفسار ہے۔

میرا ذاتی مطالبہ ہے کہ مضمون " روح اور روحانیت " کو جاری رکھیں ۔ یہ دلچسپ اور قارئین کا پسندیدہ سلسلہ ہے ۔ ماشاء اللہ نوائے صوفیہ خوش اسلوبی سے ترقی کی راہوں پر گامزن ہے ۔

" تعارف صوفیہ نوربخشیہ " کا سلسلہ بھی جاری رکھیں ۔ ہمارا تعاون ہمیشہ کے لئے پیش خدمت ہے ۔

انور اکوروی گلگت

(جواب ۔ جناب مولانا صاحب ۔ نوازش نامے کا جواب الگ سے ارسال کیا جائے گا اور آپ کے سوالوں کا جواب بھی فراہم کیا جائے گا ۔ آپ کے قلمی تعاون کے بے حد شکر گزار ہیں ۔ بلاشبہ آپ کے مضامین نوائے صوفیہ کی جان ہیں ۔ فی الوقت قارئین کی طرف سے " تعارف صوفیہ نوربخشیہ " کو مزید جاندار طریقے سے جاری رکھنے کا مطالبہ ہے اس لئے اپنی پہلی توجہ اس مضمون کی جانب مرکوز کریں تو مہربانی ہوگی ۔

تمام قارئین نوائے صوفیہ کو سال نو مبارک ہو ۔ نوائے صوفیہ کا مستقل قاری ہوں ۔ پہلے بلتستان میں پڑھتا تھا اب کراچی میں زیر تعلیم ہوں ۔ میری تجویز یہ ہے کہ نوائے صوفیہ کی قیمت میں اضافہ کریں کیونکہ موجودہ قیمت بہت کم ہے ۔ ساتھ ہی ساتھ اسے پندرہ روزہ بنائیں پورا مہینہ انتظار کرنا بہت مشکل ہے ۔

فرہاد علی حیدری کراچی نمبر ۹

نوائے صوفیہ کی تعریف سب کرتے ہیں اور پڑھتے بھی سب ہیں لیکن تمام نوربخشی بھائیوں سے میری گزارش ہے کہ وہ رسالے کو خرید کر پڑھیں تاکہ ادارہ مالی مشکلات سے بچ سکے ۔ پچھلے دنوں کریس گونگما کے جلسے کی خبر میں سکردو کے جوانوں کا نام شامل نہیں تھا ۔

محمد باقر کوروی سکردو

نوائے صوفیہ کے ذریعے ہمیں دینی تعلیمات سے حقیقی معنوں میں آگاہی حاصل ہوتی ہے ۔ اس کے علاوہ دنیا کے کونے کونے میں موجود نوربخشیوں کے حالات سے واقفیت بھی اس رسالے کے ذریعے ممکن ہوتی ہے ۔ مگر افسوس کہ رسالہ کبھی ملتا ہے کبھی نہیں ملتا لہٰذا ایڈریس درست کریں ۔

غلام عباس ڈیفنس کراچی

(جواب ۔ رسالہ آپ کے لکھے ہوئے ایڈریس پر مسلسل بھیجا جا رہا ہے نہ ملنے کی بظاہر کوئی وجہ نہیں ہے ۔)

ایڈیٹر اینڈ پبلشر محمد بشیر نے پرنٹ شاپ 99-6 ویسٹ بلیو ایریا اسلام آباد سے چھپوا کر A-358 سیکٹر G-6/1-1 اسلام آباد سے شائع کیا۔

The Monthly **NAWA-I-SUFIA** Islamabad
Reg. No.B/1-D-97



مسجد شاہ ہمدان منگھو پیر کا ایک رخ
(فوٹو شاہد حسین)